© rasailojaraid.com

يقرءها العلم وما يعلم تاويله الا الله ويقول الراسخون في العلم يدل على ان الواو للاستيناف
لان هذه الرواية وان لم تثبت بها القراءة فاقل درجتها ان يكون خبرا باسناد صحيح الى
ترجمان القرآن فيقدم كلامه في ذلك على من دونه ويؤيد ذلك ان الآية دلت على ذم متبعي المتشابه
ووصفهم بالزيغ وابتغاء الفتنة وعلى مدح الذين فوضوا العلم الى الله كما مدح المؤمنين
بالغيب وحكى الفراء ان في قراءة ابي بن كعب ويقول الراسخون في العلم آمنا به واخرج ابن ابي داؤد
في المصاحف من طريق الاعمش قال في قراءة ابن مسعود ان تاويله الا عند الله واخرج الشيخان وغيرهما عن عائشة
قالت تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية هو الذي انزل عليك الكتاب الى قوله اولوا الالباب

کہ وہ اس آیت کو یون پڑھتے ہین ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے بجز اسکے کچھہ نہین بنتے کہ متشابہات کی تاویل بجز خدا کوئی نہین جانتا اور علم مین ثابت قدم لوگ سمجھے اوسکو مانتے ہین۔

اس روایت سے اگرچہ قرآن کی قرائت ثابت نہین مگر یہہ کم سے کم حضرت ابن عباس مترجم قرآن کی حدیث تو ہے جو بروایت صحیح اُنسے ثابت ہے اور وہ اون سے کم رتبہ اشخاص کے قول سے مقدم ہے۔ اس مذہب صحابہ کی مؤید یہ بات بھی ہے کہ خدا نے اس آیت مین تاویل متشابہ کے درپے ہونے والون کی مذمت کی ہے اور اونکی کجی اور فتنہ جوئی بیان کی ہے اور اسکے علم کو سپرد بخدا کرنے والون کی تعریف کی ہے جیسا کہ غیب پر ایمان لانے والون کی مدح فرمائی ہے۔ اور ابی ابن کعب سے یہ قراءت بھی منقول ہے ویقول الراسخون فی العلم جسکے معنے یہہ ہین راسخین کہتی ہین ہم مان گئے اور ابن ابی داؤد نے مصاحف مین اعمش کی سند سے ابن مسعود سے یہہ قراءت نقل کی ہے ان تاویلہ الا عند اللہ جسکے معنی یہہ ہین کہ متشابہ کی تاویل خدا ہی کے پاس ہے۔ اور بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہہ آیت پڑھی اور فرمایا جب تم اون لوگون کو دیکھو جو آیات متشابہات کے درپے ہوتے ہین تو اون سے بچو یہہ

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رایت
الذین یتبعون ما تشابہ منہا فاولئک الذین
سمی اللہ فاحذروہم واخرج الطبرانی عن
ابی مالک الاشعری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا اخاف علی امتی الا ثلث خلال

وہی لوگ ہین جنکا خدا نے نام لیا ہے کہ وہ ٹیڑھے ہین۔ طبرانی نے ابو مالک اشعری سے نقل کیا ہے کہ انہون نے آنحضرت کو یہہ فرماتے سُنا ہے کہ مجھے اپنی امت سے تین خصلتون کا خوف ہے ایک یہہ کہ ان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان یکثر لهم المال فتحاسدوا فیقتتلوا وان یفتح لهم الکتاب فیاخذ المومن یبتغی تاویله وما یعلم تاویله الا الله الحدیث واخرج ابن مردویة من حدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان القرآن لم ینزل لیکذب بعضه بعضا فما عرفتم فاعملوا به وما تشابه فآمنوا به و اخرج الحاکم عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم قال کان الکتاب الاول ینزل من باب واحد علی حرف واحد وانزل القرآن من سبعة ابواب علی سبعة احرف زاجر وآمر وحلال وحرام ومحکم ومتشابه وامثال فاحلوا حلاله وحرموا حرامه وافعلوا ما امرتم وانتهوا عما نهیتم عنه واعتبروا بامثاله واعملوا بمحکمه وآمنوا بمتشابهه وقولوا آمنا کل من عند ربنا واخرج البیهقی فی الشعب نحوه من حدیث ابی هریرة واخرج ابن جریر عن ابن عباس مرفوعا انزل القرآن علی اربعة احرف حلال وحرام لا یعذر احد بجهالته وتفسیر تفسره العرب وتفسیر تفسره العلماء ومتشابه لا یعلمه الا الله ومن ادعی علمه سوی الله فهو کاذب ثم اخرج من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعا بنحوه واخرج

بہت سا مال ملجاویگا جسپر وہ آپس میں حسد اور لڑائیاں کرینگے۔ دوسری یہہ کہ اُنکے سامنے قرآن کھلیگا تو وہ اُسکی متشابہات کی تاویل کرنے لگ جاوینگے حالانکہ اونکی تاویل بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ ابن مردویہ نے بروایت عمرو بن شعیب آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ قرآن اسلئے نہیں اترا کہ اُسکی ایک آیت دوسری کو جھٹلادے تمکو جسکا علم ہو اوسپر عمل کرو جسکے معنے میں اشتباہ ہو اوسپر ایمان لاؤ (کہ جو خدا کی مراد ہے وہ ہمنے مانی) اس مضمون کی احادیث حاکم نے ابن مسعود سے بیہقی نے ابو ہریرہ سے ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کی ہیں ابن عباس کی ریت کے آخر میں آنحضرت کا یہہ ارشاد ہے کہ قرآن میں آیات متشابہات ہیں جنکو بجز خدا کوئی نہیں جانتا جو اونکے علم کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم پر ایمان لاتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں۔ اور متشابہ پر صرف ایمان لاتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ مومنوں کی علم میں ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن ابی حاتم من طریق العوفی عن ابن عباس قال نؤمن
بالمحکم وندین به ونؤمن بالمتشابه ولا ندین به وهو
من عند الله کله واخرج ایضاً عن عائشة قالت کان
رسوخهم فی العلم ان آمنوا بالمتشابه ولا یعلمونه
واخرج ایضاً عن ابی الشعثاء وابی نهیک
قال انکم تصلون هذه الآیة وهی
مقطوعة واخرج الدارمی فی مسنده
عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال له
صبیغ قدم المدینة فجعل یسأل عن متشابه القرآن
فارسل الیه عمر وقد اعد له عراجین النخل فقال من انت
فقال انا عبد الله صبیغ فاخذ عمر عرجوناً من تلک العراجین
فضربه حتی دمی راسه الحدیث (اتقان ص ۲۰۵)

قدمی یہی ہے کہ وہ متشابہ بہ بن سمجھے ایمان
لاتے ہیں۔ اور ابی شعثا و ابن ابی نہیک سے
نقل کیا ہے وہ کہتے تھے لوگو تم اس آیت
(والراسخون فی العلم) کو ماقبل سے ملا کر پڑھتے
ہو اور حقیقت میں وہ ماقبل سے جدا ہے
اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے نقل کیا
ہے کہ ایک شخص صبیغ نامی مدینہ میں آیا
اور آیات متشابہات کے معنے پوچھنے لگا
حضرت عمرؓ نے کھجور کی چھڑیاں اُسکو مارنے
کو تیار کر کے اُسکو بلایا جب وہ آیا تو
اُسکو اُن چھڑیوں سے ایسا مارا کہ اوسکا
سر خون آلودہ ہو گیا۔

ایسا ہی عام کتب تفاسیر (بیضاوی۔ مدارک۔ جلالین۔ حسینی وغیرہ) اور عام کتب اصول (توضیح۔ تلویح۔ وغیرہ) میں ہے اور طرفہ یہ کہ سر گروہ فریق مولین شیخ ابن تیمیہ نے بھی رسالہ حمویہ میں اسبات کا اقرار کیا ہے کہ اس آیۃ میں لا یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف کرنا اکثر سلف کا مذہب ہے اور یہ وقف صحیح ہے اور اس آیۃ کا یہ مطلب کہ متشابہ کی تاویل بجز خدا کوئی نہیں جانتا تسلیم کر لیا ہے۔ گو تاویل کے معنے ایسے کئے ہیں جو اونکی مجوزہ تاویل کو شامل نہ ہو سکیں لیکن یہ امر جداگانہ ہے۔ اور ہنوز محل بحث ہے (جسکا بیان عنقریب مقام بیان خیال و مقال فریق مؤول میں آویگا)۔ انکے اقبال سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اس آیت کا مطلب انکے نزدیک بھی وہی ہے جو جمہور علما نے بیان کیا ہے کہ آیات متشابہات کی تاویل جائز نہیں اور اوسکا علم خاصہ خدا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالجملہ نصوص اور آثار و اقوال منقولہ بالا سے بخوبی ثابت ہوا کہ متشابہات کی نسبت قرآن و حدیث کی یہی ہدایت ہے۔ کہ انکی حقیقت و مراد کا علم خدا کی سپرد کریں اور انپر یہی اجمالی ایمان و اعتقاد رکھین کہ جو ان آیات سے خدا کی مراد ہے ہم اوسپر ایمان لائے اِس بیان سے دوسرا مقدمہ دلیل دعوی اول کا مدلل ہوا۔ جیسا کہ پہلا مقدمہ اِس دلیل کا پہلے مدلل ہو چکا ہے اِس سے اِس دلیل کا نتیجہ (ہمارا پہلا دعوے) بخوبی ثابت و مدلل ہوا۔ وللہ الحمد

دوسرے دعوے کا ثبوت

ہمارے دعوی دوم پر کہ سلف صالحین صحابہ تابعین اور اونکے اتباع متقدمین و متاخرین کا صفت قرب و معیت رب العالمین کی نسبت یہی اعتقاد ہے کہ جسطرح اوسکو لائق ہے وہ ہمارے ساتھ ہے۔ جیسا اوسکو شایان ہے وہ ہمسے قریب ہے" **دلیل** یہہ ہے کہ اکثر حاملین شریعت ناقلین آثار و اقوال علما کمت لئے سلف صالحین صحابہ و تابعین وغیرہ سے ہم عموماً صفات باری کی نسبت بلا استثنا صفت قرب و معیت یہی **نقل** کیا ہے کہ یہہ صفات جسطرح قرآن و حدیث مین وارد ہین اسطرح بلا کم و کاست انپر ایمان واجب ہے اور کسی صفت مین کوئی تاویل و تفسیر و تشبیہ و تعطیل جایز نہین ہے اور بعض علما نقل نے خصوصاً صفت قرب و معیت کی نسبت یہی مذہب سلف سے نقل کیا ہے اور بہت سے علما خصوصاً مولین صفت قرب و معیت نے) یہہ بہی کہا ہے کہ جو کچھہ خدا نے اپنی صفت مین یا اُسکے رسول نے خدا کی صفات مین فرمایا ہے اِس سے تجاوز کرنا جایز نہین۔ اِن مضامین کے اقوال کُتب متقدمین و متاخرین مین بکثرت موجود۔ اور کُتب رسایل فریقین (مؤلین مفوضین) مین منقول ہین از انجملہ چند اقوال اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۱ مین کتاب ترمذی طبقات ذہبی تفسیر **معالم** رسالہ ابن تیمیہ سے منقول ہو چکے ہین۔ چند اقوال علاوہ بران اسمقام مین نقل کئے جاتے ہین۔ تفسیر **اتقان** مین آیات صفات کا متشابہات سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونا بیان کر کے کہا ہے کہ جمہور اہل سنت جنمین سلف صالحین اور اہلحدیث ہین اسپر ہین کہ ان صفات پر ایمان لائین اور اون کے معانی کو جو خدا کی مراد ہین خدا کی سپرد کرین۔ حقیقی معانی سے انکی تفسیر یا تاویل نکرین۔ اور کہا ہے ....

ابوالقاسم لالکائی نے کتاب السنہ مین خدا کے عرش پر مستوی ہونے کی نسبت ام سلمہ سے نقل کیا ہے کہ اسکی کیفیت نامعلوم ہے اور اوس صفت کا ہونا معلوم ہے۔ اسکا اقرار ایمان ہے اور اس سے انکار کفر اور ربیعہ بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ اون سے کسی نے اس صفت کی بابت سوال کیا تو اُنہون نے بھی ایسا فرمایا ایسا ہی امام مالک سے نقل کیا اور لالکائی نے امام محمد بن حسن سے نقل کیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک کے فقہا بلا تفسیر و تشبیہ صفات پر ایمان لانے پر متفق ہین اور ترمذی نے حدیث رویت خداوندی کی ذیل مین فرمایا ہے کہ سفیان ثوری و امام مالک و ابن المبارک و ابن عیینہ و وکیع وغیرہ علما کا یہی مذہب ہے کہ یہ احادیث صفات جیسی وارد ہین انپر ایمان لائین انکی نسبت نہ کیفیت کا سوال کرنا چاہیئے نہ انکی کوئی تفسیر یا تاویل نہ انکے معانی کی نسبت کوئی وہم و خیال کرنا چاہیئے۔

ایک جماعت اہل سنت ان صفات کی تاویل مناسب بجلال خداوندی کرتے ہین اور یہ مذہب پچھلے علما کا ہے۔ امام الحرمین پہلے

فصل من المتشابہ آیات الصفات ـ ××× و جمہور اہل السنۃ منہم السلف الصالح و اہل الحدیث علی الایمان بہا و تفویض معناہا المراد الی اللہ تعالی و لا نفسرہا مع تنزیہنا لہ عن حقیقتہا اخرج اللالکائی فی السنۃ من طریق قرۃ بن خالد عن الحسن عن ام سلمۃ فی قولہ الرحمن علی العرش استوی فقال الکیف غیر معقول و الاستواء غیر مجہول و الاقرار بہ ایمان و الجحود بہ کفر و اخرج عن ربیعۃ بن عبد الرحمن انہ سئل عن قولہ الرحمن علی العرش استوی فقال الاستواء غیر مجہول ـ الکیف غیر معقول و من اللہ الرسالۃ و علی الرسول البلاغ المبین و علینا التصدیق و اخرج ایضا عن مالک سئل عن الآیۃ فقال الکیف غیر معقول و الاستواء غیر

نہ بعینہ کلام کتاب ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی کے صفحہ ۲۰۹ مین ہے اور ایسا ہی صفحہ ۱۴۱ وغیرہ مین ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجهول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة
واخرج البیهقی عنه انه قال هو کما وصف نفسه
ولا یقال کیف وکیف عنه مرفوع واخرج
اللالکائی عن محمد بن الحسن قال اتفق الفقهاء
کلهم من المشرق الی المغرب علی الایمان با
الصفات من غیر تفسیر ولا تشبیه قال الترمذی فی کلام
علی حدیث الرویة المذهب عند اهل العلم من الائمة
مثل سفیان الثوری ومالک وابن المبارک وابن
عیینة ووکیع وغیرهم انهم قالوا نروی هذه الاحادیث
کما جاءت ونؤمن بها ولا یقال کیف ولا نفسر ولا
نتوهم وذهب طائفة من اهل السنة الی ان نأولها
علی ما یلیق بجلاله تعالی وهذا مذهب الخلف
وکان امام الحرمین یذهب الیه ثم رجع فقال فی
الرسالة النظامیة الذی نرتضیه دینا وندین الله به
عقدا اتباع سلف الامة فانهم درجوا علی ترک التعرض لمعانیها
قال ابن الصلاح وعلی هذه الطریقة مضی صدر الامة وساداتها
وایاها اختار ائمة الحدیث واعلامهم ولا احد من المتکلمین
یصدف عنها ویاباها واختار ابن برهان مذهب التاویل قال و
منشأ الاختلاف بین الفریقین هل یجوز ان یکون فی
القرآن شیء لم نعلم معناه او لا بل یعلمه الراسخون
توسط ابن دقیق العید فقال اذا کان التاویل قریبا من لسان

اسی مذہب پر تھی پھر اس سے اونہوں نے
رجوع کیا اور رسالہ نظامیہ مین کہا کہ جس دین
کو ہم پسند کرتے ہین وہ ائمہ سلف کا اتباع ہے
وہ ان صفات خدا کے لغات سے تعرض نکرنے پر
گذرے ہین - ابن الصلاح نے کہا ہے کہ
اس طریق ترک تعرض تاویل وتفسیر صفات
اس امت کے صدر اور سردار صحابہ گذرے
ہین - اسیکو ائمہ فقہا وغیرہ متقدمین نے
اختیار کیا - اسیکی طرف اکثر اہل حدیث نے
لوگون کو بلایا ہے - ہمارے متکلمین نے بھی اس
سے موہنہ نہین پھیرا
اور ابن برہان نے مذہب تاویل کو اختیار کیا
ہے اس خلاف کا منشاء اشتباہ مین اختلاف
ہے کہ قران مین ایسی چیز کا جسکو ہم نہ جانین
پایا جانا ممکن ہے یا نہین اور ابن دقیق العید نے
تاویل وتفویض کی بیچ راہ اختیار کی ہے اور
یہہ کہا ہے کہ اگر تاویل محاورہ عرب سے قریب ہوگی
تو اوس سے انکار نہوگا بعید ہوگی تو اوس سے ہم توقف کرینگے اور
اسکی معنے پر جو خدا کی مراد ہے ایمان لاوینگے اور جو
ظاہر طور پر محاورہ عرب سے مفہوم ہونگے اوسکی
ہم بلا تعلیم شارع بھی قائل ہوجاوینگے جیسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

العرب ابهنکرا او بعیداً توقفنا عنه امنا بمعناه علی الوجه
الذی اراده مع التنزیه قال وما کان معناه من هذه الاشیاء
ظاهراً مفهوماً من تخاطب العرب قلنا به من غیر توقف کما فی قوله
تعالی یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب الله وبحمله علی حق الله (اتقان ص ۲۹۰)
فمن فسر الیوم شیئاً من ذلک فقد خرج
عما کان علیه النبی صلی الله علیه وسلم وفارق
الجماعة فانهم لم یصفوا ولم یفسروا ولکن افتوا بما
فی الکتاب والسنة ثم سکتوا (حمویہ ص ۵۹)
وروی البیهقی وغیره باسانید صحیحة
عن ابی عبید القاسم بن سلام قال
هذه الاحادیث التی یقول فیها
ضحک ربنا حق عندنا حملها الثقات
بعضهم عن بعض غیر انا اذا سئلنا
عن تفسیرها لا نفسرها وما
ادرکنا احداً یفسرها وابو عبید احد
الائمة الاربعة الذین هم الشافعی رح
واحمد واسحاق وابو عبید وله معرفة بالغة
للغة والفقه والتاویل ما هو اشهر من ان یوصف
وقد کان فی الزمن الذی ظهرت فیه الفتن والاهواء
وقد اخبر انه ما ادرک احداً من الفقهاء یفسرها ۱۲ (حمویہ)

جنب اللہ کے معنے حق اللہ کے ہیں۔ لالکائی کی کتاب
السنہ سے امام محمدؒ کا یہہ قول کہ مشرق
سے مغرب تک کے فقہا
بلا تفسیر و تشبیہ خدا کی صفات پر ایمان لانے پر
متفق ہیں سرگروہ فریق مؤول الشیخ ابن
تیمیہ نے بھی اپنے رسالہ حمویہ میں نقل کیا ہے
اسکے بعد اُسنے یہہ بھی کہا ہے کہ جو شخص آج
منجملہ ان صفات کے جو قرآن و حدیث میں وارد
ہیں کسی صفت کی تفسیر کرے وہ اس طریق سے
نکل گیا جسپر آنحضرت تھے اور اوس نے
اوس جماعت کو چھوڑ دیا کیونکہ اُنہوں نے
اپنے پاس سے خدا کی کوئی صفت بیان
نہیں کی۔ اور نہ کسی صفت باری کی تفسیر کی
ہے بلکہ اوسپر فتوے دیا ہے جو کتاب و سنت
میں پایا پھر چپ ہو گئے۔ اسکی تفسیر میں کچھ
نہیں کہا پھر بروایت بیہقی امام ابو
عبید قاسم ابن سلام سے نقل کیا ہے
کہ یہہ احادیث جنمیں خدا کا ہنسا مروی ہے
حق ہیں ثقہ لوگوں نے انکو روایت کیا ہے
ولیکن اگر ہم سے ان کی کوئی تفسیر پوچھے
تو ہم انکی تفسیر نہ کرینگے اور ہمنے کسی کو

اس لفظ کو خیال میں رکھنا چاہیئے اسکا خلاف خود فریق مؤول سے ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسیکو نہین پایا۔

وقال الامام احمد بن حنبل لا یوصف الله الا بما وصف الله نفسه او وصفه رسوله ولا یجاوز القرآن والحدیث

(حمویہ ص ۲۷)

اور اوائل رسالہ مین احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا کی صفت مین بجز اُسکے جو خدا نے خود بتایا ہے اور اوسکے رسول نے بیان کیا ہے کچھہ نہ کہین اور قرآن حدیث سے آگے نہ بڑہین ۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ خود فرماتے ہین کہ خدا تعالے نے اپنی جس صفت کا

فما وصف الله نفسه فسماه علی لسان نبیه صلی الله علیه وسلم سمیناه کما سماه ولم نتکلف صفة سواه هذا ولا هذا ولا نجحد ما وصف الله ولا نتکلف معرفة ما لم یصف به اعلم رحمك الله ان العصمة فی الدین ان تنتهی فی الدین حیث انتهی بك ولا تجاوز ما قد حد لك

(حمویہ ص ۵۲)

اپنے رسول کی زبان پر نام لیا ہے ہم بہی اوسکا ویسا ہی نام لین گے اِسکے علاوہ اور صفت کے نام لینے کا تکلف نکرینگے اور نہ اس صفت کا جسکا رسول نے نام لیا ہے انکار کرینگے دین مین بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ تو اس حد پر تہم جائے جس حد تک تجھے دین پہونچائے اوس حد سے آگے نہ بڑہے ۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ معمر بن احمد اصبہانی سے نقل کرتے ہین خدا تعالے ہر شب

وینزل کل لیلة الی السماء الدنیا کیف شاء فیقول هل من مستغفر فاغفر له هل من تائب فاتوب علیه حتی یطلع الفجر ونزول الرب الی السماء بلا کیف ولا تشبیه ولا تاویل فمن انکر النزول او تاول فهو مبتدع ضال

آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے اور یہہ نزول آسمان دنیا کی طرف بلا کیف و تشبیہ ہے جو اس نزول کا منکر یا مؤول ہے وہ مبتدع و گمراہ ہے

اسی رسالہ مین ایک جگہہ امام ابو الحسن اشعری کی کتاب اختلاف المصلین و مقالات

ویقرون بان الله تعالی یجیء یوم

الاسلامیین سے نقل کرتے ہین کہ اہل سنت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

القیامۃ کما قال اللہ تعالیٰ
وجاء ربک والملک صفا
صفا وان اللہ تعالیٰ یقرب
من خلقہ کیف شاء ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید
(حمویہ ص ۷۴)

معترف ہین کہ خدا تعالےٰ قیامت کے دن آئیگا
چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہی تیرا رب اور
فرشتے صفین باندہکر آئینگے اور اسبات
کے معترف ہین کہ خدا تعالےٰ مخلوق سے
جسطرح اوس نے چاہا ہے قریب ہی چنانچہ
اوسنے فرمایا ہے ہم انسان سے اس
رگ جان سے زیادہ نزدیک ہین۔

اسی رسالہ مین ایک جگہہ امام اشعری کے رسالہ ابانہ سے نقل کیا ہے کہ ہم
اہل سنت واہل حدیث اِن سب روایات کو جو نزول کے باب مین وارد ہین تصدیق

ونصدق بجمیع الروایات التی اثبتہا اھل النقل
من النزول الی السماء الدنیا ولا نبتدع
فی دین اللہ مالم یاذن لنا بہ ولا نقول
علی اللہ مالم نعلم ونقول ان اللہ یجیئ
یوم القیامۃ کما قال وجاء ربک
والملک صفا صفا وان یقرب من عبادہ
کیف شاء کما قال ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید وکما قال ثم
دنی فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنی +
(حمویہ ص ۷۸)

کرتے ہین اور اسکی تفسیر یا تاویل مین از
خود کچھہ بدعت نہین نکالتے اور خدا کی نسبت
وہ بات نہین کہتے جسکا ہمکو خدا کی طرف
سے اذن نہین یہی کہتے ہین کہ خدا تعالےٰ
قیامت کے دن آئیگا جیسا کہ اوسنے
فرمایا ہے تیرا رب اور فرشتے صفین
باندہ کر آئین گے اور یہہ کہتے ہین کہ خدا
تعالےٰ اپنے بندون سے قریب ہے جیسا
چاہتا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے ہم انسان
سے اُسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین
اور فرمایا کہ پھر خدا تعالےٰ نے اپنے رسول

٭ جو یہہ اس آیت کے معنے مین ایک قول ہے۔ دوسرا قول (جو حضرت عائشہ وغیرہ کا
قول ہے) یہہ ہے کہ اس آیہ مین حضرت جبرئیل کا قرب آنحضرت سے بیان ہوا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے شب معراج مین قریب ہوا پھر اور بہی قریب ہوا پس بقدر دو کمانون کے فرق رہ گیا یا اوس سے بہی نزدیک ۔

فخر المتاخرین امام محمد بن علی شوکانی کا علم وکمال وامامت واستقامت اہل حدیث زمانہ حال مین بالاتفاق مسلم ہے رسالہ **التحف فی الارشاد الی مذہب السلف** مین خدا تعالے کا عرش پر ہونا سلف صالحین صحابہ وتابعین وغیرہم سے ثابت کرکے فرماتے ہین ہم جیسا کہ استواء اور جہت فوق کی نسبت

وکما نقول هذا فی الاستواء والکون فی تلک الجهة فکذا نقول فی مثل قوله تعالی وهو معکم اینما کنتم وقوله سبحانه وما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم وفی نحو ان الله مع الصّابرین - وان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون الی ما یشابه ذلک ویماثله ویقاربه ویضارعه فنقول فی مثل هذه الآیات هکذا جآء فی القرآن ان الله سبحانه مع هؤلاء ولا نتکلّف بتاویل ذلک کما یتکلف غیرنا بان المراد بهذا الکون والمعیة هو کون العلم ومعیته فان هذه شعبة من شعب التاویل تخالف مذاهب السّلف وتبائن ما کان علیه الصّحابة وتابعوهم رضوان الله علیهم اجمعین واذا انتهیت الی السّلامة

اعتقاد رکھتے ہین ویسا ہی ان اقوال خداوندی گروہ تمہارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو کہین تین شخص چپکے باتین کرنے والے نہین ہوتے جہان خدا نہین چوتہا ہو وہ خدا بتعالے صبر والون کے ساتھ ہے - اور وہ پرہیزگارون نیکوکارون کے ساتھ ہے کی نسبت اعتقاد رکھتے ہین کہ قران مین ایسا ہی آیا ہے کہ خدا بتعالے ان لوگون کے ساتھ ہے ہم اسکی تاویل سے کہ وہ علم سے ساتھ یا نصرت سے تکلف نہین کرتے جیسا کہ اور لوگ یہ تکلف کرتے اور یہ کہتے ہین کہ ساتھ ہونے سے عالم ہونا اور علم ساتھ ہونا مراد ہے یہہ بہی تاویل کی ایک شاخ ہے جو مذاہب صحابہ وتابعین وغیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی مداك فلا تتجاوز +

(التحف ص ۱۶)

سلف کے مخالف ہے جب تو حد سلامت کو پہونچے تو اس سے آگے نہ بڑھ —

امام شوکانی کے شاگرد شیخ محمد بن ناصر حازمی نے اپنے رسالہ مین خدا کی صفات اید- وجہ- سمع بصر- قرب معیت وغیرہ شمار کرکے یہہ کہا ہے یہ سبہی صفات

فکل هذا لصفات تساق مساقًا واحدًا

وقول الناس فيها كقولنا فی العلو والاستواء

فيجب علينا الايمان بما نطق به الكتاب والسنة

سواء عرفنا معناه او لم نعرف به (رسالہ حازمی ص ۱۰ و امختصر)

ایک ہی روش پر ہین انمین ہمارا وہی قول ہے جو صفت علو و استوا مین ہے کہ اپنر ایمان واجب ہے اگرچہ ہم انکے معنے نہین جانتے۔

ان اقوال مین صاف تصریح ہے کہ قرب و معیت خدا تعالے کی نسبت صالحین صحابہ و تابعین وغیرہم یہی اعتقاد رکہتے تہے کہ جس طرح خدا تعالے کو لائق ہے وہ بندون کے ساتہہ ہے جیسا وہ سکو شایاں ہے وہ انسے قریب ہے اور وہ اس قرب و معیت کی علم یا نصرت سے تاویل نکرتے جیسا اور صفات خداوندی (وجہ- ید- استوار وغیرہ) کی تاویل نکرتے جو لفظ خدا تعالے کی صفت مین قران و حدیث مین وارد ہیں اسیر لفظ یا اسکے لفظی ترجمہ کے بیان پر اکتفا کرتے اس سے علاوہ کوئی لفظ وہ اسکی تفسیر و تاویل مین اپنے پاس سے نہ کہتے اور نہ اس کہنے کو جایز رکہتے بالجملہ صفت قرب و معیت اور بقیہ صفات خداوندی کو وہ یکسان سمجہتے تہے پہر جو شخص اب خدا کی صفت قرب و معیت کی نسبت یہی روش صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین اختیار کرے صرف لفظ قرب و معیت کے استعمال پہ اکتفا کرے یا اسکا ہندی ترجمہ کر وہ خدا ہمسے قریب ہے اور وہ ہمارے ساتہہ ہی ہے مگر اس سے زیادہ کچہہ نہ کہے کہ اس قرب و معیت سے علم مراد ہے یا نصرت وغیرہ تو پہر کافر و گمراہ و بدبختی کیونکر ہو سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان خیال و مقال فریق مؤول

ہمارے ان دعاوی اور اونکے شواہد و دلایل کو پڑھ کر ناظرین کو تعجب ہوگا اور اسپر یہہ سوال انکے دلمین گذریگا کہ جب حالت یہہ ہے کہ آیات قُرب و معیت کا متشابہات سے ہونا اور متشابہات مین تاویل کا جایز نہونا فریق مؤول کے نزدیک بھی مسلم ہے اور اوسکے اکابر علما ان باتون کو بہ تصریح مان چکے ہین تو پھر وہ اس قرب و معیت کی علم یا نصرت سے کیون تاویل کرتے ہین اور اپنے تاویل پر وہ کیا دلیل رکھتے ہین لہذا اس مقام مین انکے عذرات و دلایل کا بیان مع جوابات مناسب معلوم ہُوا۔

عذرات فریق مؤول

(پہلا عذر) بعض حضرات فریق مؤول باوجود تسلیم ان باتون کے کہ آیات معیت و قرب متشابہات سے ہین اور متشابہات مین تاویل جایز نہین یہہ عذر پیش کرتے ہین کہ معیت و قرب کے معنی علم و نصرت وغیرہ بیان کرنا تاویل نہین تفسیر ہے جو خود ان آیات قرب و معیت مین وارد ہے اور بحکم مقولہ مشہورہ الآیات تفسر بعضہا بعضاً یعنی ایک آیت دوسرے کی تفسیر کرتی ہے اسپر اعتماد واجب یا جایز ہی ہے تفسیر ہونے کی تشریح مین وہ کہتے ہین کہ منجملہ آیات متمسکہ فریق مفوض پہلی آیت کے اخیر مین خدا نے فرمایا ہے واللہ بما تعملون بصیر یعنے جو تم کرتے ہو وہ اللہ دیکھتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس سے پہلے معکم فرمایا ہے اس سے یہی علم و اطلاع اعمال مراد ہے اور دوسری آیت کے اخیر مین فرمایا ہے ثم ینبئہم بما عملوا یوم القیامۃ ان اللہ بکل شئ علیم۔ یعنے پھر خدا تمہارا کیا کرایا قیامت کے دن تمکو بتاویگا وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو خدا کا تین شخصون (چھپکر باتین کرنے والون) مین چوتھا ہونا اور پانچ مین چھٹا ہونا بیان ہوا ہے اس سے اوسکا عالم اور خبردار ہونا مراد ہے ایسا ہی اور آیات مین اخیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فریق معترض نے استدلال کیا ہے یا نہین کیا) اس قسم کے الفاظ اور قراین موجود ہین جنسے ہر موقع پر معیت کے معنے مرادی جدا جدا معلوم ہوتے ہین مثلاً اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا مین بقرینہ مقام نصرت مراد ہے وعلے ہذا القیاس

الجواب

اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس معنے معیت کا تاویل ہونا تم لوگون نے خود تسلیم کر لیا اور اپنے رسایل مین اکابر علما سے نقل کیا ہے۔

تمہارے رسالہ حمویہ وغیرہ مین ابن عبد البر سے منقول ہے کہ صحابہ و تابعین نے جنسے تاویل کا علم سیکہا جاتا ہے آیتہ نجویٰ منقولہ حاشیہ کی تاویل مین کیا ہے کہ خدا عرش پر ہے اور اسکا علم ہر ایک جگہہ ہے۔

> علماء الصحابة والتابعين الذين حمل عنهم التأويل قالوا فی تاویل قولہ تعالیٰ ما یکون من نجویٰ ثلثة الا هو رابعهم هو علی العرش وعلمہ فی کل مکان (حمویہ ص ۱۴)

اور اگر آپ اس کلام سے انکار رہے یا اسمین لفظ تاویل سے تفسیر مراد ہے جو بحکم انصاف آپ مراد نہین لے سکتے تو اس تفسیر پر بہی وہی اشکال و اعتراض ہے جو تاویل پر ہے کہ آیات متشابہات کی تفسیر بہی جایز نہین ہے جیسیکہ انکی تاویل جایز نہین ۔۔ اس امر کی تسلیم بہی آپ لوگون کی کلام مین صریح موجود ہے جو بصفحہ ۱ انشاء اسی رسالہ نمبر ۱ جلد ۸ مین منقول ہو چکی ہے۔

علماء کا یہہ مقولہ کہ ایک آیہ دوسرے کی تفسیر ہوتی ہے مسلم ہے مگر اسکا محل وہ آیات متعلق احکام و عمل ہین جنسے مخلوق کا علم متعلق ہو سکتا ہے اور جو آیات متشابہات ہین اور صفات خداوندی کے متضمن ہین اور انکا علم بحکم وما یعلم تاویلہ الا اللہ فریقین کے نزدیک خدا کا خاصہ مسلم ہو چکا ہے وہ آیات اس مقولہ کی محل نہین ہین جیس حالتمین انکی تاویل (یا یون کہو کہ تفسیر) پر کسیکو مطلع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا خدا کا مقصود ہی نہیں تو ان کی تفسیر کرنے یا اس تفسیر کے لئے دوسری آیت مفسر نازل کرنے سے مطلب ہی کیا ہے۔ ان آیات کو متشابہ ماننا پھر انکے لئے تفسیر و مفسر تجویز کرنا دو متناقض باتون کا قایل ہونا ہے جو فریق مول کے علما اور محققین کے شان سے نہایت مستبعد ہے۔ اس اشکال و اعتراض کے جواب مین فریق مول نے دوسرا عذر پیش کیا ہے جسکا بیان اور جواب معروض ذیل ہے۔

فریق مول کا دوسرا عذر

اس عذر (دوم) کے بیان مین فریق مول کے ایک رئیس و امام شیخ ابن تیمیہ نے بہت زور دیا ہے اور بزعم خود یہ ثابت کیا ہے کہ جو تاویل یا تفسیر معیت اونہون نے کی ہے یہ وہ تاویل یا تفسیر ممنوع نہین جسکو خدا تعالے نے اپنا خاصہ ٹھرایا اور علما نے بھی اس سے لوگون کو منع کیا ہے۔ اُس تاویل یا تفسیر ممنوع اور خاصہ خداوندی سے مراد متشابہات کی حقیقت اور کیفیت کا بیان ہے جسکو واقعی بجز خدا تعالے کوئی نہین جانتا نہ وہ تاویل و تفسیر کلام ظاہر کے موافق ہو خواہ مخالف) جو بحسب محاورہ و مقتضاے موقع و قرینہ کیجاتی ہے اور کہا ہے کہ جو اس معنی کر تاویل و تفسیر کو بھی خدا کا خاصہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ اس قسم کی تاویل یا تفسیر آیات صفات بھی بجز خدا کوئی نہین جانتا وہ اہل تجہیل سے ہے۔ یہہ مطلب شیخ ابن تیمیہ نے حمویہ مین صفحہ ۲۹ سے ۴۱ تک ادا کیا ہے۔ پھر بنا بر علیہ اس رسالہ کے صفحہ ۸۸ وغیرہ مین صفت معیت کی وہ تاویلین کی ہین جو عذر اول مین منقول ہوچکی ہین اور اسکی یہہ نظیرین پیش کی ہین کہ چاند کو ہم کہتے ہین کہ وہ ہمارے ساتھہ ہے اور یہ گھڑی ہو تو اوسکو بھی ساتھہ کہتے ہین۔ لڑکا کسی مکان کے نیچے کھڑا روتا ہو تو اوسکا باپ اوپر سے کہتا ہے کہ مت ڈر مین تیرے ساتھہ ہون اور کہا ہے کہ جیسے ان مثالون مین بحسب محاورہ و قرینہ مقام معیت کے معنے سمجھے جاتے ہین ویسے ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور طرفہ یہہ کہ اِس ہشدّ مدّ سے جواز تاویل ثابت کرنے اور آیت معیت کے مختلف تاویلات بحسب مختلف مقامات بیان کرنے کے ساتھہ آپ اپنے قول مین متناقض ہوئے اور بصفحہ ۸۸ و ۹۰ حمویہ اِین تاویلات کی تاویل تمنے سے انکاری ہوئے ہین چنانچہ فرماتے ہین - کلمہ مع

ان کلمۃ مع فی اللغۃ اذا اطلقت فلیس ظاہرہا الا المقاربۃ المطلقۃ من غیر وجوب مماسۃ او محاذاۃ عن یمین او شمال فاذا قیدت بمعنی من المعانی دلت علی المقارنۃ فی ذلک المعنی ۔ (حمویہ ص ۸۸)

(جو آیات معیت مین ماخوذ ہے) اِسکے ظاہری معنے بجز مطلق مقاربۃ اور کچھہ نہین ہین - چھونا یا دہنے بائین مقابل ہونا اسمین داخل نہین ہے اِن معانی سے کسی معنے کے ساتھہ وہ مقید ہوگا تو اوس وقت اوس خاص معنے سے سمجھے جائینگے

اِسکی تمثیل مین نظائر و تاویلات منقولہ سابق پیش کرکے فرمایا ہے کہ معنی معیت

نفرق بین معنی المعیۃ و بین مقتضاہا و ربما صار مقتضاہا من معناہا فیختلف باختلاف المواضع - فلفظ مع قد استعمل فی الکتاب والسنۃ فی مواضع

اور اوسکے مقتضا مین فرق ہے اور کبھی اوسکا مقتضا عین معنے معیت بن جاتا ہے جو اختلافات مقامات کے سبب مختلف ہوتا ہے یہ لفظ کتاب اللہ و سنت مین کئی مقام مین مستعمل ہوا ہے ہر ایک مقام ایسے امور (معانی خاص جیسے علم

* مقتضا سے آپ کی مراد شاید معیت کا وہ اثر یا لازمہ ہے جو بحسب اختلاف محل مختلف ہوتا ہے کہین علم کہین نصرت و علیٰ ہذا القیاس -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی کل موضع یقتضی امورا لا یقتضیها فی
الموضع الاخر فاما ان یختلف دلالتها
بحسب المواضع او یدل علی قدر مشترک
بین جمیع مواردها وان امتاز کل موضع
بخاصیة فعلی التقدیرین لیس مقتضها ان
یکون ذات الرب عز وجل مختلطة بالخلق
حتی یقال قد صرفت عن ظاهرها و
نظیرها من لفظ الربوبیة والعبودیة
فانهما وان اشترکت فی اصل الربوبیة
والتعبید فلما قال رب العلمین رب موسی
وهارون کانت ربوبیة موسی وهارون
لها اختصاص زاید علی الربوبیة العامة
للخلق فان ما اعطاه الله تعالی من
الکمال اکثر مما اعطی غیره فقد ربه
ربا لا ربوبیة اکمل من غیره وکذلک
قوله تعالی عینا یشرب بها عباد الله و
سبحن الذی سری بعبده لیلا فان العبد تارة
یعنی به المعبد فیعم الخلق کما فی قوله تعالی
ان کل من فی السموات والارض
الا اتی الرحمن عبدا وتارة یعنی به
العابد فیخص ثم

والنصرت وغیرہ کا مقتضی ہے کہ دوسرا مقام
ان امور کا مقتضی نہین ہے۔ پس ان
مختلف مقامات مین اس لفظ کے مختلف
معنے سمجھے جائین گے یا وہی ایک معنے
(مطلق مقاربۃ) جو سب مین مشترک طور
پر پائے جاتے ہین اگرچہ ہر ایک مقام
اپنی خاصیت سے ممتاز ہو۔ ان دونو
صورتون مین اس لفظ معیت کا یہہ مقتضا
نہین کہ خدا تعالے اکو مخلوقات سے ذاتی
اختلاط ہو۔ تاکہ درصورت تاویل علم و نصرت
اس لفظ کو ظاہری معنے سے معدول ٹھہرایا جاوے
اسکی نظیر لفظ ربوبیت و عبودیت ہے
یہہ الفاظ اگرچہ اصل معنی پرورش اور
بندگی مین مشترک ہین مگر جبکہ رب العالمین
کہکر رب موسے و ہارون کہا تو اس سے
معلوم ہوا کہ موسے و ہارون کے متعلق
خداوند تعالے کی ربوبیت عام خلایق کی
نسبت بڑھ کر اور کامل تر ہے۔ ایسا ہی
عبودیت سے کہین عام معنے بندہ ہونے
کی مراد ہوتے ہین۔ کہین خاص معنے بندگی
کرنیوالے کی۔ پھر بندگی والے علم و حالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یختلفون فمن کان اعبد مما
وحاکما کانت عبودیتہ اکمل
فکانت الاضافۃ فی حقہ اکمل مع انھا
حقیقۃ فی جمیع المواضع۔

رندگی) مین مختلف ہوتے ہین جو انمین کامل
ہو اسکی عبودیت کامل ہوتی ہے باوجودیکہ
اِن سب مین جو عبودیت پائی جاتی ہے
اسکی حقیقت ایک ہے۔

اِسکے بعد آپنے کسیقدر منطق (مگر اپنی خیال نہ پہلے منطقیون کی) بہی خرچ کی ہی اور یہہ

ومثل ھذہ الالفاظ یسمیھا بعض الناس
مشککۃ لتشکک المستمع فیھا ھل ھی من
قبیل الاسماء المتواطیۃ او من
قبیل المشترکۃ فی اللفظ فقط فا
المحققون یعلمون انھا لیست
خارجۃ عن جنس المتواطیہ
اذ واضع اللغۃ انما وضع
اللفظ بازاء القدر المشترک
وان کان نوعا مختصا من
المتواطۃ فلا باس بتخصیصھا
بلفظ

بات کہی ہے کہ اِس قسم کے الفاظ کو
بعض لوگ مشکک کہتے ہین کیونکہ یہہ
سننے والون کو اِس شک مین ڈالتے
ہین کہ یہہ از قسم کلی متواطی ہین یا مشترک
اور محقق لوگ (آپ کی خیال مین نفس الامر
مین) جانتے ہین کہ یہہ الفاظ قسم متواطی
سے خارج نہین ہین کیونکہ اہل لغت نے
اُن مشترک کے معنی کے لئے ان الفاظ
کو بنایا ہے یہہ آپکا آخر کلام ہے جو تاویل
علم ولفرت کی تاویل نہونے کے ثبوت
مین آپنے فرمایا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تین دعوی کئے گئے ہین۔

پہلا دعوی یہہ کہ متشابہہ کی تاویل (یا تفسیر) جو بحسب محاورات ولغت عرب ممکن ہو جائز ہے اور علماء کو اسکا علم حاصل ہے۔ وہ تاویل (جسکا علم خدا سے مخصوص ہے) وہی ہے جسمین حقیقت اور کیفیت متشابہ کے بیان سے تعرض ہو۔

© rasailojaraid.com

دوسرا دعوی یہ کہ معنی معیت وقرب کے جو ہم بیان کرتے ہین وہ لفظ معیت کے ظاہری و حقیقی معنی ہین انکو تاویل یا مجاز کہہ ہی نہین سکتے اگرگو ہم خود ہی اوسکو تاویل بہی کہتے اور صریح تناقض اختیار کرتے ہین — اور گو بعض مواضع مین بعض معانی کی خصوصیت کسی قرینہ یا مقتضائے مقام سے ثابت ہوتی ہے)

تیسرا دعوی یہ کہ یہہ لفظ اور اس قسم کے اور الفاظ اپنے مختلف معنون پر بطور کلی متواطی صادق آتے ہین گو بعض معانی پر انکا صادق آنا کامل طور پر ہی بعض پر ناقص طور پر —

پہلے دعوی کا جواب

اگر **بحسب شہادت** لغۃ و محاورہ عرب خدا کی صفات (متشابہات) کی **تاویل** یا تفسیر **جائز** ہے اور تاویل ممنوع (جسکا علم خدا کا خاصہ ہے) اسی تاویل کا نام ہے جس مین بیان حقیقت و کیفیت صفات سے تعرض ہو تو پھر آپ لوگ بیچارے اور پرانے مسلمانون (خصوصاً اہل **سنت** اتباع ائمہ دین ہم) کو اس تاویل کے سبب جہمی و جہمی بدعتی وغیرہ **کیون قرار** دیتے ہین۔ کیا انہون نے تاویل استواء و فوقیت وغیرہ صفات مین ان صفات کی حقیقت و کیفیت کے بیان سے تعرض کیا ہے؟ ہرگز نہین — کیا انہون نے ان صفات کی تفسیر (یا تاویل) مین بعینہ یہی مسلک جو آپنے تفسیر آیات قرب و معیت مین اختیار کیا ہے — اختیار نہین کیا اور انہون نے تاویل یا تفسیر مین شہادت اور محاورہ عرب سے کام نہین لیا —؟ بے شک وہی مسلک اختیار کیا ہے اور ان ہی محاورات عربیہ بلکہ قرآنیہ سے کام لیا ہے ہم صاف دیکھتے ہین کہ وہ لوگ ان تاویلات مین آپ ہی کی چال چلے ہین اس سے سر مو متجاوز و منحرف نہین ہوئی —

استوا کی تاویل استیلاء سے جو وہ کرتے ہین تو اسکی ثبوت مین وہ عرب کے ایسی محاورات پیش کرتے ہین جنمین استوا بمعنی استیلاء مستعمل ہوا ہے ازانجملہ

© rasailojaraid.com

وہ شعر جو تفسیر بیضاوی میں منقول ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے ....

وقیل استوی استولی وملک قال شعر قد استوی بشر علی العراق - من غیر سیف ودم مہراق (بیضاوی ص ۲۳۷)

کہ بشر نے ملک عراق پہ استیلاء و غلبہ پایا بغیر اسکے کہ تلوار چلائے اور خون بہایا

نصوص فوقیت کی تاویل وہ بلندی رتبہ سے کرتے ہین تو اوسمین وہ مُہبت سے محاورات عرافی دست آویز رکہتے ہین ازان جملہ وہ آیت جسکا یہہ مطلب ہے کہ ہر ذی

وفوق کُلِّ ذِی علم عَلِیم

علم سے کے اوپر جاننے والا ہے

جسکے معنے سب کے نزدیک رتبہ کی بلندی کے ہین - یہہ کوئی نہین کہتا اور نہ سمجہتا کہ ایک عالم کے سر پر دوسرا عالم چڑہا ہوا یا کہڑا ہے - وعلی ہذا القیاس پہر یہ لوگ اِن تاویلات کے سبب جو آپ کی تاویلات کے ہمرنگ ہین کیون بدعتی گمراہ جہمی جہنمی کہلاتے ہین ؟

اِن تاویلات مین سے کسی تاویل مین آپ لوگ کوئی علمی غلطی نکالینگے تو اوسکا رجوع خاص اس تاویل کی طرف ہوگا - اِس تاویل کے غلط ہونے سے مطلق تاویل کا باب مسدود نہوگا آپکے خصم مول سے اُس غلطی کی تصحیح نہو سکی تو وہ اور تاویل مشتہر کردیگا پہر بہی تاویل کے سبب آپکا اُسکو جہمی جہنمی بدعتی گمراہ کہنا (جو بشب درروز کہا جاتا ہے) اور اوسکو جزء ایمان و توحید و اتباع سنت سمجہا جاتا ہے صحیح نہوگا

دوسرے دعوی کا جواب

اگر معیت کے مختلف معنے مختلف مقامات مین قرائن کی نظر سے تاویل نہین کہلاتے تو آپ کے حریفون کو (جنکو آپ معطل و مول - جہمی و جہنمی کہتے ہین) پہونچتا ہے کہ استوار و فوقیت کے اِن معانی کو جنکو وہ مناسب بجلال خداوندی سمجہکر بیان کرتے ہین تاویل نہ کہین - وہی حقیقی اور ظاہری معنے لفظ استوار اور فوق

ہند چنانچہ حمویہ کے صفحہ ۸۲ مین اسکی ایسی غلطی بیان کی گئی ہے جسکے ذکر و نقل سے بہی لحاظ آتا ہے چہ جاسے جواب - بعض اس قسم کی غلطیون کا جواب امام رازی نے تفسیر کبیر جلد ۴ کے صفحہ ۳۲۵ مین دیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے قرار دین - اور جو تقریر آپنے لفظ معیت کے مختلف معنون کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کی ہے وہی تقریر وہ لفظ استوا و فوقیت کے مختلف معانی کی نسبت حقیقت اور ظاہر ہونے کی بابت کرین اور یون کہین استوا کے اصلی معنے چنانچہ بیضاوی مین کہا ہے مطلق برابری چاہنا ہے جو

واصل الاستواء طلب السواء واطلاقه على الاعتدال لما فيه تسوية وضع الاجزاء - (بیضاوی ص ۴۲)

استوی اعتدل والرجل بلغ اربعين سنة واستولى - ومستوى كان خلقه وخلق ولده سواء (قاموس)

بیٹھنے - کھڑا ہونے - جوان ہو جانے یا رکنے غالب ہونے وغیرہ معانی مین جو کتب لغت قاموس وغیرہ مین بیان ہوئے ہین اور وہ سب محاورات قرآن مین بھی وارد ہین بالاشتراک پائے جاتے ہین اور یہہ لفظ اسی مطلق برابری چاہنے کے لئے بنایا گیا ہے (جیساکہ آپکے نزدیک معیت مطلق مقارنت کے لئے موضوع ہے) اور جس مقام مین یہ لفظ کسی خاص معنے (بیٹھنے کھڑا ہونے) کو چاہیگا اسمقام مین اس لفظ سے وہ خاص معنی مراد سمجھے جائینگے . معہذا لک یہہ لفظ اس خاص معنی کی نسبت بھی حقیقت اور ظاہر سمجھا جائیگا (جیسا کہ آپکے نزدیک معیت سے کسی مقام مین کوئی خاص معنے علم یا نصرت مراد لئے جاتے ہین تو وہ ان معنی مین بھی حقیقت اور ظاہر سمجھی جاتی ہے گو اسکے اصلی معنے مطلق مقارنت ہے) بناءً اعلیہ جب اس لفظ استوا سے مقام صفات خداوندی مین بلحاظ جلال وتقدس خداوندی معنے استیلا مراد سمجھے اور قرار دے گئے تو یہہ

* جیسے فاستوى على سوقه - فاستوى وهو بالافق الاعلى (جنمین استوا بمعنی قیام ہے) واذا استويت انت ومن معك واستوت على الجودى لتستووا على ظهوره (جنمین استوا بمعنی قرار و قعود ہے) ولما بلغ اشده واستوى (جنمین استوا بمعنی جوان ہونے کے ہے) على ہذا القیاس +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاویل بنوی کی ظاہری اور حقیقی معنے ہوئے۔ اور اسکی جواب مین آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہہ **جواب** دعوی دوم بطور **معارضہ بالقلب** ہے جیسا کہ جواب دعوی اول بطور معارضہ **بالقلب** دیا گیا ہے۔ اب **ایک** جواب اِس دعوی کا بطور **نقض** دیا جاتا ہے۔

لفظ (غیر مشترک) کے ایسے معنے جنکے سمجھنے مین قرینہ و مقتضائے مقام کی حاجت ہو اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری نہین کہلاتے۔ ایسے معنے کو علما سے اصول و معقول مجازی اور تاویلی معنے کہتے ہین اور وہ اپنے کتب اصول و معقول مین صاف تصریح کر چکے ہین کہ حقیقی معنے کی علامت ہی یہہ ہے کہ وہ لفظ کو سنتے ہی بلا کسی قرینہ کے فوراً سمجھ مین آوین اور جو معنے سمجھے جانے مین محتاج بقرینہ ہی ہون وہ مجازی معنے ہین نہ حقیقی۔

للمجاز امارات منها ان لا يتبادر نفسه بل يتبادر غيره لولا القرينة وعكس الحقيقة فانه لا يتبادر غيره بل يتبادر نفسه (مسلم الثبوت)

الاول ان يسبق المعنى الى فهام اهل اللغة عند سماع اللفظ بلا دون قرينة فيعلم بذلك انه حقيقة فيه فان كان لا يفهم منه المعنى الا بالقرينة فهو المجاز (حصول المامول ص ۱۱)

علامة الحقيقة التبادر وسلم العراء عن القرينة الخ (مسلم)

اور جس **حالت** مین **لفظ** معیت کے وہ خاص معنی جو آپنے بیان کئے ہین حرف

بجز مشترک جو کئی معنو کے لئے کئی بار جدا گانہ بنایا گیا ہو وہ باوجودیکہ ہر ایک مقام مین جدا گانہ معنے بتانے مین محتاج بقرینہ ہے حقیقت کہلاتا ہے کیونکہ اسکے سبھی معانی بدلی کے ساتھ بلا قرینہ سمجھ مین آتے ہین چنانچہ مسلم الثبوت وغیرہ مین بیان کیا گیا ہے

واورد المشترك حيث لا يتبادر المراد وانما يرد على مذاهب من نفى المعمم والجواب انه يكفي التبادر ولو بدلا الا (مسلم)

اور یہہ بات مجازی معنون مین پائی نہین جاتی وہ بدلی کے ساتھ بھی بلا قرینہ سمجھ مین نہین آتی۔ اور چونکہ شیخ ابن تیمیہ لفظ معیت کو مشترک نہین مانتے اسلئے وہ اوسکو محتاج بقرینہ ہونے کے ساتھ حقیقت نہین کہہ سکتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقتضاے مقام سے مفہوم و مراد قرار دیئے جاتے ہین - اور قرینہ اسباق و سیاق (سے) ہی سمجھہ مین آتے ہین اور از ان جملہ جو معنے ایک مقام اور ایک قرینہ سباق و سیاق سمجھہ مین آتے ہین وہ دوسرے مقام مین اور دوسرے قرینہ سے سمجھہ مین نہین آتے اور یہہ باتین آپنے خود ہی بیان کی ہین تو پھر یہہ معنے اس لفظ کے حقیقی اور ظاہری معنے کیونکر ہو سکتے ہین یہہ ہو تو حقیقت و مجاز مین فرق نہین رہتا - اور حقایق شرعیہ ولغویہ کا اعتبار نہین رہتا -

آپکا اس لفظ (معیت) کو ان سب معانی مین حقیقت کہنا پھر انکی فہم (سمجھہ مین آنے) کو مقتضاے مقام کا محتاج ٹہرانا دو امر متناقض کا قایل ہونا ہے - اور معقول و منقول کا مخالف بننا - اس لفظ معیت کا بعض مواضع مین بعض معانی سے مخصوص ہونا اور ان معانی کا سمجھہ مین آنا قراین حالیہ (مقتضاے مقام) یا مقالیہ (سیاق وسباق) پر موقوف ہونا صاف یقین دلاتا ہے کہ یہہ لفظ ان معانی مین مجاز ہے یا مشترک سب کہ وہ بہی بعض مقامات مین قرینہ کے سبب بعض معانی کے ساتہہ مخصوص ہونے کے بعد مؤول ہی کہلاتے ہین بہر حال اس لفظ کے مختلف مقامات مین مختلف معانی (کہین نصرت کہین حمایت کہین علم) سبہی حقیقی بغیر تاویل کسی طرح بن نہین سکتے اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہ مؤولین اس صفت معیت مین تاویل کرنے کے الزام سے بری نہین ہو سکتے -

یہہ اس جواب کی علمی تقریر ہے جسکو علم معقول و اصول سے آشنا سمجھہ سکتے ہین اسکا ماحصل لایق فہم عوام یہہ ہے کہ لفظ معیت کے وہ مختلف معنے جنکو آپ لوگ ان آیات کی تاویل یا تفسیر مین بیان کرتے ہین اسکے حقیقی اور ظاہری معنے ہوتے تو لازم تہا کہ جہان کہین یہہ لفظ بولا جاتا وہان یہہ سبہی معنے کس و ناکس کے سمجھہ مین آتے - اور جب حالت مین بعض جگہہ بعض الفاظ ملانے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِس لفظ کے معنے کچھہ سمجھہ مین آتے ہین بعض جگہہ اور لفظ ملانے سے کچھہ اور
تو اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ معنے صرف اِس لفظ کے معنے نہین ہین۔
اِس لفظ کے ساتہہ اور الفاظ او رموقعے ملین تو یہہ معنے پیدا ہوتے ہین
اِس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ معنے اِس لفظ کے ظاہری اور حقیقی نہین ہین

تیسرے دعوی کا جواب

ایک لفظ یا مفہوم کلی کو اپنے معانی یا افراد پر صدق مین متفاوت ماننا (کسی پر اِسکا صدق کامل تسلیم کرنا کسی پر ناقص) و معہذا اِسکو متواطی کہنا ایک ایسی اصطلاح ہے جس سے عام اہل عقل کو اتفاق نہین ہے ہرچند اصطلاح مین مناقشہ نہین جو کچھہ کسیکے جی مین آوے اصطلاح مقرر کرلے مگر اصطلاح مین بہی لغت سے مناسبت اور کم سے کم بلحاظ عدم مخالفت تو ضروری ہے اور اگر کوئی یہہ لحاظ اوٹہا کر دن کا نام رات مقرر کرلے اور رات کا نام دن تو یہہ امر عقلا کے نزدیک معیوب ہے

انبیاء و اعلیہ جس حالت مین معیت یا ربوبیت و محبوبیت کا صدق اپنے افراد پر متفاوت بیان کیا گیا ہے تو پہر اُنکو متواطی (جسکے معنے مین لغۃً ہموار و مساوی ماخوذ ہے) کب جائز ہے اور اگر یہہ خیال ہو کہ جو اِن سب افراد مین مطلق قدر مشترک پایا جاتا ہے اسمین اِن سبکا شریک ہونا متواطی کہلانے کے لئے کافی ہے تو پہر چاہیئے کہ متکثر المعنی کا وجود ہی مٹا دین مشترک منقول حقیقت و مجاز سبکو بسبب قدر مشترک مین شریک ہونے کی نظر سے متحد المعنی قرار دیکر کلی متواطی مین داخل کرین۔ کیونکہ ان سب مین جتنے کہ منجملہ اقسام مشترک اضداد مین کچھہ نہ کچھہ قدر مشترک (کم سے کم وجود و امکان وغیرہ امور عامہ) تو پایا جاتا ہے اور یہہ امر یہی عقل و نقل دونو کے مخالف ہے اہل عقل و اہل نقل دونو وجود مشترک منقول حقیقت و مجاز کے قایل ہین اور اِس قدر اشتراک قدر مشترک کو متواطی ہونے کے کافی نہین سمجھتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جب ہم شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کے حق مین کتب تراجم و تواریخ مین یہہ الفاظ دیکھتے ہین **لہ کعب طویل فی العلوم العقلیۃ والنقلیۃ** یعنے اِن کو علوم عقلی و نقلی دونون مین کمال ہے اور معہذا اونکے رسالہ مین ایسی باتین جو خلاف معقول ہین مشاہدہ کرتے ہین تو ہمکو سخت تعجب پیدا ہوتا ہے یہہ جواب قابل فہم عوام نہین ہے اِسلئے ہم اِسکے عام فہم خلاصہ بیان کرنے سے معذور ہین۔

اِن تینون دعاوی کے جواب سے جواب عذر دوم مؤولین پورا ہوا۔ اور یہہ ثابت ہوا کہ جو کچھہ حضرات مؤولین نے تاویل معیت کے جائز ہونے اور تاویل ممنوع ہونے سے اِسکے مستثنے اور علیحدہ ہونے یا اوسکے تاویل ہونے کے باب مین کہا ہے وہ سب مغالطہ ہے۔ اور حقیقت مین یہہ لوگ اِس تاویل مین ویسی ہی ہین جیسے مؤولین استوا و فوق اپنے تاویلات استیلاء وغیرہ مین ہین

فریق مؤول کا تیسرا عذر (یا دلیل)

بہت لوگ باوجود دعوی ترک تقلیدِ مفسرین یہہ عذر (یا تمسک) پیش کرتے ہین کہ جہان کے مفسرین آیات معیت کی تفسیر مین معیت کے معنی علم و نصرت وغیرہ بیان کرتے ہین اور یہی معنے کس و ناکس کو اِن آیات کے پڑھنے یا سُننے سے سمجھہ مین آتے ہین —

الجواب

تمام جہان کے مفسرین کی نسبت تو یہہ دعوے ایک خیال ہے۔ اِن مدعیون نے تمام جہان کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتب دیکھا اور ساری تفسیروں کو کہ بٹ ہا دس پانچ موجودہ اور متداول تفسیروں کی نسبت یہہ دعویٰ ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ **مفسرین دو فریق** ہین (۱) **متاولین** جو جملہ صفات خداوندی (استوا وغیرہ) کی تاویل کرتے ہین۔ (۲) **مفوضین** جو قرب معیت کے سوا اور صفات کی تاویل نہین کرتے **فریق** اوّل کا معنے معیت مین علم یا نصرت وغیرہ کو ذکر کرنا اُنکے مذہب تاویل پر مبنی ہے وہ جیسے استواء کے معنے استیلا اور ید کے معنے قدرت بیان کرتے ہین ایسی معیت کے معنے علم و نصرت بیان کرتے اور اپنے اس فعل کو برملا تاویل کہتے ہین انکی قول پر آپکو اعتماد و تمسک جائز ہے تو چاہیئے کہ ان کی دوسری تاویلات استیلاء وغیرہ سے بہی تمسک کرین رہے مفسرین **فریق دوم** سو اگرچہ معیت کی تفسیر مین علم و نصرت کا ذکر کرتے ہین مگر وہ آپ لوگونکی طرح یہہ نہین کہتے کہ یہہ علم و نصرت اِس معیت حقیقی کے معنے ہین اور اِس معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچھہ نہین ہے۔ **جائز** ہے کہ اُنہون نے یہہ تفسیر بلازم و مقتضا کی ہو اور انکا یہہ خیال ہو کہ اِن مقامات مین جس معیت کا بیان ہے اِسکی حقیقت کا علم تو سپرد بخدا ہے پر اسکا لازمہ و مقتضا اِن مقامات مین علم یا نصرت وغیرہ ہے۔

اِس **لازم و مقتضا** معیت کو حضرت شیخ **ابن تیمیہ** بہی بیان کر چکے ہین اور ساتھہ اِسکے یہہ بہی بیان کر چکے ہین کہ یہہ مقتضا کبہی عین معنے معیت ہوتا ہے جیسکا مفہوم یہہ ہے کہ کبہی وہ اصل معنی و حقیقت معیت سے جداگانہ بہی ہوتا ہے۔ یہہ بات جب آپکو سوجھہ چکی ہے تو کیون جائز نہین کہ ان مفسرین کو بہی یہی بات سوجھی ہو اور انہون نے اس معیت کی تفسیر مین اسکا لازم و مقتضا بیان کیا ہو نہ اصل حقیقت و مراد معیت

یہی لازمی معنے عام لوگون کے خیال مین آتے ہین جب وہ ان آیات کو

* دیکھو صفحہ ۱۹ اشاعۃ نمبر ۱ جلد ۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑھتے یا سُنتے ہین کوئی انمین سے (بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ) یہ نہ سمجھتا ہوگا کہ معیت کی حقیقت یہی ہے جو ہمکو اِس مقام مین سمجھ مین آتی ہین - اِسکے سوا اسکی حقیقت و مراد کچھہ نہین ہے - بلکہ غور کرو تو خدا تعالے کے جملہ صفات (بولنے جاننے سننے وغیرہ) سے عام خلایق کو (خواہ وہ انکو کسی کتاب آسمانی مین پڑھا ہین خواہ اپنے محاورات مین بولین) یہی لازمی معنے سمجھ مین آتے ہین اور کوئی کسی معنے کو اِن صفات کی اصلی حقیقت و مراد نہین سمجھتا - اور اِن ہی لازمی معنی پر ایمان لانے کی خدا تعالے نے عام خلایق کو تکلیف دی ہے اور یہی امر بشری طاقت و قدرت مین داخل ہے اِس سے زیادہ وہ معانی صفات سے کچھہ سمجھہ ہی نہین سکتے - اِس لازمی معنی کا بالتفصیل و تمثیل بیان حضرت شاہ ولی اللہ کی کلام مین اِس بحث کے خاتمہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالی متاولین صفت معیت سخت غلطی اور خلط مین مبتلا ہین کہ لازمی معنی کو (جو مفسرین یا عامہ خلایق کی زبان یا خیال مین آئے ہین) معیت اصل حقیقت و مراد سمجھہ بیٹھے ہین -

فریق مئول کا چوتھا عذر یا دلیل)

یہہ معنی قرب و معیت کے جو ہمنے بیان کئے ہین بعض صحابہ وغیرہ سے بھی مروی ہین - چنانچہ بعض مفسرین نے باسناد انسے نقل کیا ہے اور بلا سند تو بہت سی کتابون مین انکے اقوال موجود ہین اور ثقات کی نقل بلا سند کا بھی ویسا ہی اعتبار ہے جیسا کہ انکی اسناد کا -

الجواب

بے سند نقل پر اعتماد کرنا اِن ہی لوگون کا کام ہے جو اصول حدیث و اصول فقہ سے محض ناآشنا ہین اور حدیث و قرآن کے الفاظ بن سوچے سمجھے پڑھ لیتے ہین وہ لوگ عبداللہ بن مبارک کے اِس قول کو (جو بسند متصل انسے ثابت ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الاسناد من الدین ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (صحیح مسلم ص۱۲)

کہ اسناد دین سے ہی اسناد نہو تو جو کچھہ کوئی چاہے کہدے صحیح مسلم مین غور سے نہین پڑہتے۔ اور اسکے ماخذ و مستند کو کتاب اللہ و سنت مین نہین دیکھتے۔ وہ

ثم المردود اما ان یکون لسقط او طعن فالسقط اما ان یکون من مبادی السند او اخرہ او غیر ذلک فالاول المعلق والثانی المرسل والثالث ان کان باثنین فصاعدًا مع التوالی فهو المعضل والا فالمنقطع (نخبہ) قال ابن الصلاح ان وقع هذا التعلیق فی الحذف فی کتاب التزم صحتہ کالبخاری ومسلم فما اتی فیہ بصیغۃ الجزم دل علی انہ ثبت اسنادہ عندہ وانما حذف لغرض من الاغراض وما اتی فیہ بغیر الجزم ففیہ مقال (شرح نخبہ ص۳۷)

علماء کے ان اقوال کو جو مرسل منقطع و معلق کو ضعیف اور مردود قرار دیتے ہین اور کتب اصول مین منقول ہین بغور ملاحظہ نہین کرتے وہ یہہ خیال نہین فرماتے کہ جس حالت مین بخاری و مسلم کی تعلیقات روایات منقطع جنکی شروع اسناد مین انقطاع ہو مین علماء کو کلام و تفصیل ہے تو اور کسی مفسر یا محدث کی بے سند روایت کو کون پوچھتا ہے

ایسا ہی با اسناد نقل کو بلا تفصیل و تحقیق اس امر کے کہ وہ اسناد صحیح ہے یا ضعیف تسلیم کر لینا انہی لوگون کا کام ہے جو علم اصول سے بے بہرہ ہین وہ یہہ خیال نہین کرتے کہ اسناد معتبر اور لایق اعتماد وہی ہے جو صحیح ہو یا حسن اور وہ

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرها حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شیء من مصنفات ائمۃ الحدیث المعتمدۃ المشهورۃ فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی هذہ الاعصار الاستقلال

شیخ امام ابن الصلاح وغیرہ آئمہ اصول کے اس قول کو بغور ملاحظہ نہین کرتے کہ جب تک کوئی اسناد یا حدیث کسی کتاب ملتزم الصحت مین پائی نہ جائے یا اسکا صحیح یا حسن ہونا علماء مسلم النقد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

با درا ک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید (مقدمہ ابن الصلاح) ولا جتہاد و بیان نکرین وہ صحیح نہین سمجھی جاتی

بناءً علیٰ ہذا انکی بے **اسناد** آثار واقوال متمسکہ کا **جواب** تو یہہ ہے کہ وہ لایق جواب والتفات نہین ہین اور جنکو وہ **باسناد** بتاتے ہین اُنکا **جواب اولاً** یہہ ہے کہ وہ اقوال ہی اعتماد و استدلال کے لایق نہین جب تک کہ فریق مئول انکی تصحیح یا تحسین آیمۂ نقل سے ثابت نکرین **ثانیاً** (جب وہ اسکی تصحیح یا تحسین کردین) وہی جواب ہے جو مفسرین فریق دوم کے اقوال کا جواب دیا گیا ہے کہ اونہون نے آپ لوگون کی طرح یہہ دعویٰ نہین کیا کہ یہہ معنے جو ہم بیان کرتے ہین معیت کی اصلی او حقیقی معنے ہین۔ کیون جایز نہین کہ اُنہون نے بھی اُن مفسرین کی طرح لازم ومقتضا سے تفسیر کی ہو اور اسکی اصل مراد او حقیقت کو خدا کی سپرد کردیا ہو

جو لوگ ہماری اسبات کو اُٹھانا چاہین وہ کسی ایک صحابی یا ایک تابعی سے اسند متصل سے (نسہی منقطع ہی سے سہی اسند صحیح سے نہو سکے تو ضعیف ہی سے سہی) یا کسی ایک مفسر سے (متقدم نہو تو متاخر ہی سہی) یہہ بات ثابت کردکہائین کہ جو معنے معیت کے اونہون نے بیان کئے ہین یہہ اسکے حقیقی معنے ہین۔ اس معیت کی حقیقت بجز علم یا نصرت وغیرہ اور کچہہ نہین ہے۔ کیونکہ نزاع ہے تو اسی مین ہے لازمی معنے کے بیان یا تفسیر مین کسکو نزاع ہے یہہ تو ہم خود کرتے ہین چنانچہ خاتمہ بحث مین اسکا بیان ہوگا

فریق مئول کا پانچوان عذر (یا دلیل)

معیت خداوندی کو **علمی** نٹہراوین اور خدا تعالےٰ کو حقیقةً اور بذات خود بندون کے ساتہہ کہین تو اس سے خدا تعالےٰ کا ہر جگہہ جہان بندی ہون (پایخانون مین یا اور ناپاک جگہون مین) ہونا لازم آتا ہے جو خدا تعالےٰ کی تقدس اور پاکی کے مخالف ہے (یہان یہہ کہنا شاید بہول گئے ہین کہ خدا کے کپڑے (تہبند اور چادر) ناپاک ہوجاتے ہین یا اُسکو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بدبو آتی ہے) اور اُس سے اُسکا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا (جو بہت دلائل و نصوص ثابت ہے) **باطل ہوتا ہے** کیونکہ ایک چیز کا عرش اور فرش پر دو جگہہ ہونا محال ہے

٭ وہ دلایل یہ ہین جنکے اشہار کو شیخ ابن القیم نے اعلام الموقعین مین بیان کیے ہین

(۱) یخافون ربہم من فوقہم	(۱) خدا کا یہ قول کہ بندے خدا سے اپنے اوپر سے ڈرتے ہین
(۲) ھو القاھر فوق عبادہ	(۲) وہ بندون پر غالب ہے
(۳) تعرج الملائکۃ والروح الیہ	(۳) فرشتے اور ارواح اُسکی طرف چڑہتے ہین
(۴) الیہ یصعد کلم الطیب	(۴) اُسکی طرف پاک قول چڑہتے ہین
(۵) بل رفعہ اللہ الیہ	(۵) مسیح کو خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا
(۶) ھو العلی الکبیر	(۶) وہ بلند اور بزرگ ہے
(۷) تنزیل الکتاب من اللہ	(۷) کتاب کا اُتارا اللہ کیطرف سے ہے
(۸) ان الذین عند ربک الآیۃ	(۸) جو لوگ اُسکے پاس ہین وہ تکبر نہین کرتے
(۹) ھو اللہ فی السماء	(۹) وہ آسمان مین ہے
(۱۰) ثم استوی علی العرش	(۱۰) وہ عرش پر قائم ہوا
(۱۱) رفع الایدی فی الدعاء الی السماء	(۱۱) دعا مین اوپر کیطرف ہاتھ اُٹھانا
(۱۲) نزولہ کل لیلۃ الی السماء الدنیا	(۱۲) خدا کا ہر شب آسمان دنیا کیطرف اُترنا
(۱۳) اشارتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ فی السماء	(۱۳) آنحضرت کا حجۃ الوداع مین خدا کیطرف اوپر کو اشارہ کرنا
(۱۴) تقریحہ صلی اللہ علیہ وسلم این اللہ	(۱۴) آنحضرت کا ایک عورت کو پوچھنا کہ خدا کہاں ہے
(۱۵) شہادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن قالت انہ فی السماء بانہا مؤمنۃ	(۱۵) اس عورت کے کہنے پر کہ وہ آسمان مین ہے اُسکو مومن کہنا
(۱۶) اخبارہ تعالی بان فرعون رام الصعود الی السماء للاطلاع علی اللہ	(۱۶) خدا کے معائنہ کے لیے فرعون کا آسمان کیطرف قصد کرنا خدا نے نقل کیا ہے
(۱۷) صعودہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الی السماء ونزولہ منہا الی موسی	(۱۷) معراج مین آنحضرت کا آسمان کیطرف جانا پھر وہان سے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف اُترنا
(۱۸) رویۃ اہل الجنۃ ربہم من فوقہم لا من خلفہم او امامہم او عن ایمانہم او شمائلہم او تحتہم	(۱۸) اہل جنت کا خدا تعالی کو اوپر سے دیکھنا نہ کہ پیچھے یا دہنے یا بائین یا نیچے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پس جب وہ فرش پر ہمارے ساتھ بذات خود ہوا تو عرش پر کیونکر ہو سکتا ہے۔

دوسرے پیرایہ مین اس عذر کی تقریر

جبکہ خدا تعالٰی کا عرش پر اور مخلوق سے اوپر ہونا بہت سے دلایل و نصوص سے ثابت ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ بجز عرش و جانب بالا کسی دوسری جگہہ نہو۔ کیونکہ ایک چیز کا دو جگہہ ہونا محال ہے لہذا ہم معیت کو علمی قرار دیتے ہین اور اوسکو نصوص استوار و فوقیت کے تابع کرتے ہین اور اگر معیت کو علمی نہ کہین تو خدا کا ہر جگہہ (پاک خواہ ناپاک) ہونا لازم آتا ہے اور نصوص استواء و فوقیت کا ابطال ہوتا ہے۔

الجواب

اس عذر مین تو ان حضرات نے باوجود دعوی تنزیہ و تفویض کے اہل تجسیم و اہل تاویل دونو کے کان کاٹے ہین اور ان لوازم نکالنے مین پوری مجسم و مئول بن گئے ہین مجسم تو (تقریر استوا مین) ان الفاظ سے کہ وہ عرش پر ہو تو پھر فرش پر نہین ہو سکتا اور بندون کے ساتھ ہو تو پھر اُسکا پاخانون اور نجس مکانون مین ہونا لازم آتا ہے جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ وہ خدا تعالٰی کو ایک انسان یا اور جسم شئی کی طرح سمجھتے ہین جسکا ایک وقت مین دو مکان مین ہونا محال ہے اور اسکا کسی مکان مین ہونا اس مکان مین اُسکو محدود کر دیتا ہے اور اس مکان کی کیفیات و صفات (پاکی پلیدی۔ خوشبو۔ بدبو۔ طول۔ عرض۔ تنگی۔ فراخی وغیرہ) کا محل معروض بنا دیتا ہے۔

مئول وہ (تاویل معیت مین) ان الفاظ سے بنتے ہین کہ اگر خدا کی معیت کو علمی نہ کہین تو اُسکا ہر جگہہ ہونا اور عرش پر نہونا لازم آتا ہے اسی قسم کے لوازم مئولین صفت استوار و فوقیت نکالتے ہین اور بناء علیہ استوار کو استیلاء اور فوقیت کو علو رتبہ سے تاویل کرتے ہین۔ چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر مین اہل تاویل کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تائید مین یہہ تقریر کرتے ہین کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو اپنی اس جانب

لو کان مستقرا علے العرش لکان من الجانب الذی یلے العرش متناھیا و کل ما کان متناھیا لا یمنع ان یصیر ازید منہ او انقص وکل ما کان کذالک فھو محدث فثبت انہ تعالی لو کان علی العرش لکان محدثا وھو محال فکونہ علی العرش یجب ان یکون محالاً (تفسیر کبیر صفحہ ۴۲۲ جلد پنجم)

سے جو عرش لگی ہوئی ہو محدود ہوگا (کیونکہ عرش محدود ہے) اور جو محدود ہوتا ہے وہ کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے۔ اور جو کمی بیشی کا قابل ہوتا ہے وہ حادث ہوتا ہے اس ثابت ہوا کہ اگر خدا تعالے نے عرش پر قرار پکڑا ہو تو وہ حادث بن جاتا ہے اور یہ امر محال ہے پس ضرور ہی ہوا کہ خدا تعالے و تقدس کا عرش پر ہونا بھی محال ہو

ملا اس قسم کی بہت سی تقریرین تاویل استوا مین بدل کرکے لکھتے ہین کہ

الحجة الرابعة عشر لو کان الہ العالم فوق العرش فکان اما ان یکون مماسًا للعرش او مباینا لہ ببعد متناہ او غیر متناہ والاقسام الثلثة باطلة فالقول بکونہ فوق العرش باطل (تفسیر کبیر صفحہ ۴۳ جلد ۴)

اگر خداوند عالم عرش کے اوپر ہو تو عرش سے ملا ہوا ہوگا یا اس سے جدا ہوگا محدود دوری پر یا غیر محدود پر یہہ تینون قسم باطل ہین لہذا اسکو عرش کے اوپر کہنا بھی باطل ٹھہرا پہر ان تینون اقسام کا باطل ہونا بدلائل بیان کیا ہے اور اس سے پہلے اور پیچھے بیسون تقریرین اور دلائل اس قسم کے بیان کیے ہین جنمین ویسے ہی لوازم نکالے ہین جیسے آپ لوگ نکالتے ہین ایسے ہی لوازم خدا کے اور سب صفتون سے مولین نکالتے ہین اور ان لوازم کو خلاف تقدس سمجھکر خدا کے صفات کی نفی و تاویل کرتے ہین اس صورت مین ہم اس عذر (نمبر پنجم) کے جواب مین وہی بات کہہ سکتے ہین جو شیخ ابن تیمیہ اور انکی اتباع پہلے تو مولین و مجسمین کے جواب مین کہہ چکے ہین۔ شیخ ابن تیمیہ حمویہ کے صفحہ ۲۸ و عشرہ مین بجواب مولین فرماتے ہین سلف کا مذہب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صفات خداوندی مین تعطیل (نفی بتاویل) اور تمثیل کے بیچا بیچ ہی وہ خدا کی صفتون کو مخلوق کے

وسط اهل السلف بين التعطيل وبين التمثيل فلا
يمثلون صفات الله تعالى بصفات خلقه كما
لا يمثلون ذاته بذات خلقه ولا ينفون عنه
ما وصف به نفسه ووصفه به رسوله
فيعطلون اسماءه الحسنى وصفاته العلى
فيحرفون الكلم عن مواضعه ويلحدون
في اسماء الله وآياته وكل واحد ممن قد
التعطيل والتمثيل هو جامع بين التعطيل والتمثيل اما
المعطلون فانهم لم يفهموا من اسماء الله وصفاته الا
ما هو اللائق بالمخلوقات ثم شرعوا
في نفي تلك المفهومات فقد جمعوا بين
التعطيل والتمثيل مثلوا اولا وعطلوا
آخرا وهذا تشبيه وتمثيل منهم للمفهوم
من اسمائه وصفاته بالمفهوم من اسماء
خلقه وصفاتهم وتعطيل لما تستحق
من الاسماء والصفات اللائقة بالله سبحانه
وتعالى فانه اذا قال القائل لو كان الله فوق
العرش للزم اما ان يكون هو سبحانه
اكبر من العرش او اصغر او مساويا و
نحو ذلك من الكلام فانه لم يفهم من

صفتون کی مثل نہین سمجھتے جیسے اوس کی
ذات کو ذات مخلوقات کی مثل نہین سمجھتے اور
جو خدا تعالی نے اپنی وصف مین یا اسکے رسول
نے خدا کی صفت مین کہا ہے وہ اس کے نفی
نہین کرتے تا کہ وہ خدا کے بہترین نامون اور عالی
صفتون کو مٹا دین اور خدا کے کلمات مین
تحریف (تاویل) والحاد کی راہ چلے ہین (پچھلے
لوگون مین سے) جو صفات کی تعطیل (مثالی
اور تشبیہ سے بچتے ہین وہ تعطیل و تشبیہ دونو کے
مرتکب ہوتے ہین پہلے وہ خدا کے نامون اور صفتون
سے وہی معنی سمجھتے ہین جو لائق حال مخلوقات
ہوتے ہین پھر انکو مٹانے لگتے ہین یہ سمجھکر
کہ یہ خدا کے تقدس کے لائق و مناسب نہین
ہین انہون نے تعطیل اور تشبیہ دونو کو اکٹھا کر لیا
ہے پہلے خدا کی صفتون کو صفات مخلوق کی مثل
سمجھا پھر انکو خلاف تقدس سمجھکر مٹا یا انہین
جو انہون نے خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوق
قرار دیا ہے یہہ تمثیل (تشبیہ) ہی اور جو خدا
کی لائق صفات کو مٹایا ہے یہہ تعطیل ہے دبار
علیہ، جس نے یہ کہا ہے کہ اگر خدا تعالی عرش کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ـن كون الله على العرش الا ما يثبت لاى جسم كان على اى جسم كان وهذا الكلام اللازم تابع لهذا المفهوم اما الاستواء الذي يليق بجلال الله ويختص به فلا يلزمه شيء من اللوازم الباطلة التي يجب نفيها عنه كما يلزم من سائر الاجسام وصار هذا مثل قول الممثل ان كان للعالم صانع فاما ان يكون جوهرا او عرضا وكلاهما محال اذ لا يعقل موجود الا هذان او قوله اذا كان مستويا على العرش فهو مماثل لاستواء الانسان على سرير او على الفلك اذ لا يعلم الاستواء الا هكذا فان كلاهما مثل وكلاهما معطل

(حمویہ مصری ص ۲۹)

اوپر ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالے عرش سے بڑا ہو یا اس سے چھوٹا یا اسکے برابر ایسے ہی اوسکی اور باتین (کہ وہ اس سے ملا ہوا ہوگا یا جدا۔ جدا ہوا تو بقدر محدود ہوگا یا غیر محدود) اس نے خدا کے عرش پر ہونیکے وہی معنی سمجھے ہین جو ایک جسم کی دوسرے جسم پر ہونے کے معنی سمجھ مین آتے ہین۔ اسکا یہہ لوازم نکالنا اسکی اس سمجھ کے تابع ہے جو استوار خدا کی ذات کو لایق و مناسب ہے یا اس سے ایسے لوازم ہرگز نہین نکلتے جنکا خدا تعالے سے (جو جسمون کا خالق ہی) مٹانا واجب ہے۔ اس شخص کا استوار مین یہہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی خدا کے وجود کی نسبت کہے کہ اگر خدا تعالی موجود ہو تو وہ جوہر ہوگا یا عرض کیونکہ کوئی موجود ان دونو کے علاوہ نہین ہے۔ اور اسکا جوہر اور عرض ہونا دونو محال ہین یا کوئی خدا کی استوار کی نسبت یہہ کہے کہ اگر خدا تعالی عرش پر مستوی ہو تو وہ اس انسان کی مثل ہوگا جو چارپائی یا تخت یا کشتی پر بیٹھا ہے۔ کیونکہ استوار کے معنے بجز اسکے اور کچھ معلوم نہین ہین یہہ دونون (قائل) معطل (خدا کی صفت کو مٹانیوالے) بھی ہین اور مشبہ (انکو مثل صفات مخلوق قرار دینے والے) بھی ہین۔

اور صفحہ ۴۸ حمویہ مین آپ امام ابو سلیمان خطابی کے رسالہ غنیہ سے نقل کرتے ہین کہ

والاصل فی هذا ان الكلام فی الصفات فرع على الكلام فی الذات ويحذو فی ذلك حذوه

اس باب صفات مین قانون یہہ ہے کہ خدا کی صفات مین کچھ کہنا اسکی ذات کی نسبت

© rasailojaraid.com

ومثاله فاذا کان معلوماً ان اثبات الباری
سبحانه انما هو اثبات وجود لا اثبات کیفیة
فکذلك اثبات صفاته انما هو اثبات وجود
لا اثبات تحدید و تکییف فاذا قلنا ید
وسمع وبصر وما اشبهها فانما هی صفات
اثبتها الله تعالی لنفسه ولسنا نقول معنی الید
القوة والنعمة ولا معنی السمع والبصر العلم
ولا نقول انها جوارح ولا نشبهها بالایدی
والاسماع والابصار التی هی جوارح
وادوات الفعل۔ (حمویہ ص ۶۴)

کہنہ ہے فرع اور اسکی مثل ہے پس جیسا
یہہ امر معلوم ہے کہ اسکی ذات کا اثبات
صرف اسکے وجود کو ثابت کرتا ہے نہ اس
وجود کی کیفیت کو ایسا ہے اسکی صفات
کا اثبات اون صفات کے وجود کو ثابت
کرتا ہے نہ ان صفات کی کیفیت کو پس جب
ہم کہتے ہین کہ اوسکا ہاتھہ ہے یا سننا دیکھنا تو
اسکے یہی معنی ہین کہ ان صفتون کا وجود
اوسمین ہے نہ ہم یہہ کہتے ہین کہ ہاتھہ سے
قوت مراد ہے اور سننے دیکھنے سے جاننا
اور نہ یہہ کہتے ہین کہ یہہ چیزین خدا کے کام کرنیکے آلات (اعضا) ہین جیسے ہمارے ہاتھہ آنکھہ
وغیرہ ہمارے کامون کے آلات ہین۔

اور بصفحہ ۸۲ حمویہ قاضی ابوبکر باقلانی کے رسالہ ابانہ سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ

فان قیل فما الدلیل علی ان لله وجهاً
ویداً قیل قوله ویبقی وجه ربك
ذو الجلال والاکرام وقوله تعالی ما
منعك ان تسجد لما خلقت بیدی فاثبت
لنفسه وجهاً ویداً فان قال فما انکرتم
ان یکون وجهه ویده جارحة ان کنتم
لا تعقلون وجهاً ویداً الا جارحة قلنا
لا یجب هذا کما لا یجب اذا لم نعقل حیاً

خدا کے لئے مونہہ اور ہاتھہ ہونے پر کیا دلیل
ہے تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ خدا
کا یہہ قول ہے کہ اوسکا مونہہ باقی رہیگا۔ اور
یہہ قول کہ مینے آدم ہاتھہ سے بنایا۔ اسمین
اگر وہ یہہ سوال کرے کہ پھر تم خدا کے لئے
آلات (اعضاء) ہونے سے کیون انکاری ہو
جس حالت مین تم مونہہ اور ہاتھہ بجز ان آلات
(اعضا) اور کسی چیز کو نہین سمجھتے اسکے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالمًا قادرًا الا جسمًا ان نقضی نحن وانتم بذلك علی الله سبحانه وکما لا یجب فی کل شیئ کان قائمًا بذاته ان یکون جوهرًا لانا وایاکم لا نجد قائمًا بنفسه فی مشاهدتنا الا کذلك (حمویہ ص ۸۲)

جواب مین کہا جائیگا خدا کے ہاتھہ اور موںہہ کو آلات (اعضاء) سمجہنا لازم نہین جیسا کہ اوسکے زندہ اور عالم اور قادر ہونے سے ہم اوسکو جسم نہین سمجہتے اور اوسکی بذات خود قایم ہونیسے اسکا جوہر ہونا نہین سمجہتے باوجودیکہ مخلوقات مین زندہ اور عالم اور قادر بجز جسم کسی اور چیز کو نہین دیکہتے اور نہ بذات خود قایم بجز جوہر کوئی چیز مشاہدہ کرتے ہین۔

اور بصفحہ ۱۰۰ حمویہ خود بدولت فرقہ مشبہہ (مجسمہ) کے حق مین فرماتے ہین۔ وہ خدا

اما الاول فقسمان احدهما من یجریها علی ظاهرها ویجعل ظاهرها من جنس صفات المخلوقین فهؤلاء المشبهة ومذهبهم باطل انکره السلف۔ (حمویہ ص ۱۰۰)

کی صفات کو مخلوق کے قسم سے سمجہتے ہین یہہ لوگ مشبہہ کہلاتے ہین انکا مذہب باطل ہے جسپر سلف نے انکار متوجہ فرمایا ہے۔

اسکے بعد **اہل تفویض** کا یہہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ صفات خداوندی کے ظاہری

فالعلم والقدرة والکلام والمشیئة والرحمة والرضی والغضب ونحو ذلك فی حق العبد اعراض والوجه والید والعین فی حقه اجسام فاذا کان الله موصوفًا عند عامة اهل الاثبات بان له علمًا وقدرةً وکلامًا ومشیئةً وان لم یکن ذلك عرضًا یجوز علیها ما یجوز علی صفات المخلوقین جاز ان یکون وجه الله ویداه صفتان لیستا اجسامًا یجوز علیها

(نہ تاویلی) معنی (جو خدا کی ذات کو لایق ہین نہ لایق و مناسب بحال مخلوق) مراد سمجہتے ہین۔ پہر اسکی تشریح و تفصیل مین کہا ہے کہ علم و قدرت وغیرہ جبکہ وہ صفات مخلوق ہوں اعراض (قایم بغیرہ) ہین جو مخلوق کی ذات سے قایم ہین۔ اور ہاتہہ موںہہ وغیرہ جبکہ وہ مخلوق کی طرف منسوب ہوں) اعضاء و اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین اور جب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مایجوز علی صفات المخلوقین دہمیین ۱)	ان صفات کو خدا کی طرف نسبت کیا جاویگا

تو جو معنی مناسب بمخلوق وہ مراد نہیں لئے جاوینگے نہ صفت قدرت وعلم سے اعراض (قایم بغیر) اور نہ ہاتھہ موہنہ وغیرہ سے جسم وجوہر –

یہہ مجسمین اور مؤلین کے جواب مین آپ اور آپکے اسلاف کی گفتگو ہے یہی گفتگو بعینہ ہم اس عذر (تجسم) کی جواب مین کرسکتے اور کہہ سکتے ہین کہ خداوند تعالیٰ وتقدس کے بذات خود ہمارے ساتھہ ہونیکی صورت مین اسکا عرش برین پر نہونا اور پاخانون یا اور ناپاک مکانون مین ہونا تب ہی لازم آتا ہے جبکہ اوسکا عرش پر اور ہمارے ساتھہ ہونا ایسا قرار دیا جائے جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت حاصل ہوتا ہے – اور جس حالت مین ہم اور تم دونون اُس خداوند تعالیٰ وتقدس کو جسم قرار نہین دیتے اور نہ اوسکا عرش پر یا اپنے ساتھہ ہونا ایسا سمجھتے مین جو ایک جسم کو دوسرے جسم کی نسبت ہوتا ہے تو پہر عرش پر ہونیکے ساتھہ اوسکا ہمارے ساتھہ ہونا کیا مشکل ہے اور ہمارے ساتھہ ہوا تو پاخانون اور ناپاک مکانون مین اسکا محدود اور اون مکانون کی کیفیات (خوشبو بدبو- تنگی فراخی- بُرائی- بہلائی کا موصوف ہونا کہان لازم آتا ہے ؟ جو لوگ یہہ لوازم نکال کر معیت کی تاویل اور اوس تاویل سے وہ بزعم خود خدائے تعالیٰ کی تنزیہہ کرتے ہین اور خدا کے عرش پر ہونیکے نفی وتعطیل سے بچتے ہین وہ حقیقت مین تشبیہ وتعطیل دونون کے مرتکب ہوتے ہین پہلے انہون نے معنی معیت ذاتی خداتعالیٰ کو لایق حال مخلوق قرار دیا پہر اس معیت ذاتی کو خلاف تقدس سمجھکر ہٹایا اور تشبیہ اور تعطیل دونو کو اکٹہا کردیا- انہین جو اوہنو نے خدا کے ساتھہ ہونیکے وہ معنی سمجھے ہین جو لایق ومناسب بحال مخلوق ہین یہہ تشبیہہ ہے اور جو حقیقی معنی معیت ذاتی لایق بجلال خداوندی کو ہٹایا ہے یہہ نفی وتعطیل ہے انکا یہہ کہنا کہ اگر خدا ہمارے ساتھہ ہو تو پہر وہ عرش پر نہین ہوسکتا اور اسکا پاخانون مین ہونا لازم آتا ہے بعینہ ویسا ہی جیسا منکر استوار کا یہہ کہنا ہے کہ

© rasailojaraid.com

اگر خدا تعالی عرش پر ہو تو اوسکا عرش کے برابر یا اوس سے چھوٹا یا بڑا ہونا لازم آتا ہے یا
وہ اس انسان کی مانند بن جاتا ہے جو چوکی یا چارپائی یا کشتی پر بیٹھا ہے انکا یہہ لوازم
باطلہ نکالنا انکی اس سمجھہ کے تلچھٹ ہے جو خدا کی صفات کو مثل صفات مخلوقات قرار
دینے مین انہون خرچ کی ہے ان صفات کی اصلی اور حقیقی معنی مناسب بجلال خداوندی
سے یہہ لوازم ہرگز نہین نکلتے لہذا ان (معیت ذاتی کے لوازم نکالنے والون)
کے جواب مین وہی کہنا کافی ہے جو استواء عرش کے لوازم نکالنے والون کے جواب
مین آپ لوگون نے کہا ہے اور وہ بیان ہو چکا ہے ۔

اس جواب کی تائید مین ہم خدا تعالی کی ہر شب آسمان دنیا پر نازل ہونیکی نظیر
پیش کرتے ہین جسکی تسلیم مین (جیسا کہ بصفحہ ۲۱ نمبر ۱) بیان ہو چکا ہے) شیخ ابن تیمیہ اور
اوسکی اتباع کو کلام نہین ہے اور ان حضرات کی خدمات مین باادب و اخلاص ملتمس ہین کہ
جس حالت مین آپ لوگون کے اعتقاد مین خدا تعالی کے ہر شب آسمان دنیا پر اوترنے
سے خدا کا عرش پر ہونا اور رات بہر اوسکے عرش کا اوس سے خالی (یا جدا) رہنا اور
باقی ماندہ چہہ آسمانون کا خدا کے اوپر اور خدا تعالی کا اونکے نیچے اور اونمین محدود
ہو جانا جو پاخانون اور ناپاک مکانون مین محدود ہونے سے کچھہ کم خلاف تقدس نہین ہے لازم نہین
آتا تو پہر ہمارے ساتھ ہونیسے خدا کے اسکا عرش پر ہونا اور پاخانون مین ہونا کیونکر لازم
آتا ہے ؟

اس نزول کی تاویل کوئی علم یا رحمت سے کرے تو آپ لوگ اوسکو بدعتی و گمراہ کہتے ہین
اور اگر اس نزول کو مثل نزول مخلوق قرار دے و بناءً علیہ بوقت نزول آسمان دنیا
خدا کے عرش کو اس سے خالی کہے تو امید ہے کہ آپ لوگ اوسکو مجسم و کافر قرار دینگے پر ان
دونون (مأول و مشبہ) کے مقابلہ مین یہی بات کہین کہ اسکا نزول نزول مخلوق اور
اجسام کی مثل نہین ہے کہ جہان اوسکا نزول ہو وہان اوسکا حلول ثابت ہو اور جہانسے

© rasailojaraid.com

نزول ہوا ہو وہ مکان اوس سے خالی رہجائے لہذا ممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ خدا تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہو یہی بات آپ لوگ معیت مین کیون نہین کہہ دیتے کہ اوسکا ہمارے ساتھہ ہونا مخلوقات اور اجسام کے ساتھہ ہونیکے مانند نہین ہے لہذا جایز و ممکن ہے کہ باوجود عرش پر ہونیکے وہ ہمارے ساتھہ بہی ہو اور ہمارے ساتھہ ہونے کی حالت مین وہ عرش پر بھی ہو۔

مین امید کرتا ہون کہ معیت کی تاویل کرنیوالے اگر فہم انصاف سے کام لینگے تو اس جواب ونظیر کو پڑہکر فوراً اسکی تاویل سے توبہ نصوح اختیار کرینگے اور جو اسمین باوجود دعوے ترک تقلید شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کی تقلید پر جمے ہوئے ہین اس سے رجوع کرینگے مگر افسوس تو یہہ ہے کہ یہان فہم و انصاف کو نصیبہ دشمنان سمجھا جاتا ہے فہم کو بدعت اور انصاف کو ضلالت ٹہیرا کر جو سمجھہ کی بات کہے اوسکو فلسفی و بدعتی کہا جاتا ہے اور جو انصاف اختیار کرے اوسکو گمراہ و مخالف سلف خالی اللہ المشتکے والیہ المرجعی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس جواب و نظیر کو پڑہکر حضرات مؤولین مدعیان اتباع سلف صالحین شاید عذر ششم پیش کرین لہذا اوسکو بیان کرکے اوسکا جواب دیا جاتا ہے۔

فریق مؤول کا چھٹا عذر (یا تاویل)

ولیل کے روسے تو ٹہیک بات وہی معلوم ہوتی ہے جو تمنے بیان کی ہے کہ نزول و معیت مین کچھ فرق نہین لہذا نزول مین تاویل نہو تو معیت مین بہی تاویل کی حاجت نہین مگر ہم کیا کرین؟ اس بات کی تسلیم سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھہ خصوصیت باطل ہوتی ہے اور عرش اسکی مقرری جگہہ نہین رہتی اسکا لامکان ہونا لازم آتا ہے یا اسکو ہر جگہہ کہنا پڑتا ہے۔

الجواب

معیت کی حقیقی نہ تاویلی معنی مراد قرار دینے سے خدا تعالی کی عرش کے ساتھہ وہ خصوصیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(جسکو اوس نے استوار سے تعبیر کیا ہے) تو ہرگز باطل نہین ہوتی جو لوگ معیت کی حقیقی معنی مراد لیتے ہین اور اوسکی علم یا نصرت سے تاویل نہین کرتے اور بناءًا علیہ وہ کہتے ہین کہ خدای تعالی ہمارے ساتھہ ہے جیسا کہ وہ عرش معلی پر ہے وہ لوگ خدای تعالی کو بجز عرش معلی کسی اور چیز پر (زمین پر یا کسی آدمی کے سر یا کسی پاک ناپاک مکان پر) مستوی نہین کہتے اور وہ اس استوار خداوندی کو جو عرش پر اسکو حاصل ہے کسی چیز کے لئے ثابت نہین کرتے اور نہ یہہ امر معیت کی تاویل نکرنیکو لازم ہے۔

رہا یہہ امر کہ معیت کی تاویل نکرنی اور خدا کو بندون کے ساتھہ کہنے سے عرش اس کی مقرری جگہہ نہین رہتی اور اوسکا لامکان ہونا یا ہر جگہہ ہونا لازم آتا ہے اسکا ایک جواب تو یہہ ہے کہ عرش کا خدا یتعالی کے رہنے کی جگہہ ہونا اور اوسکا لامکان یا ہر جگہہ ہونا یا نہونا خدا و رسول کی کلام سے کچھہ بہی ثابت نہین۔ نہ خدا یتعالی اور اوس کے رسول نے یہہ فرمایا ہے کہ عرش خدا کے رہنے کی جگہہ ہے۔ نہ یہہ فرمایا ہے کہ وہ لامکان یا ہر جگہہ نہین ہے جیسا کہ یہہ بہی نہین فرمایا کہ وہ لامکان اور ہر جگہ ہے۔ اور نہ اہل تفویض کا یہہ عقیدہ ہے۔ پس اگر معیت کی تاویل نہ کرنیسے یہہ لوازم نکلتے ہین تو اسکا الزام کس پر ہے اور ان لوازم مین اشکال یا محال کیا لازم آتا ہے۔ جو شخص ان لوازم کو محال اور خلاف تقدس و جلال قرار دیتا ہے وہ پہلے خدا و رسول کی کلام سے یہہ ثابت کرلے کہ عرش خدا کے رہنے کی مقرری جگہہ ہے یا یہہ کہ وہ لامکان یا ہرجا نہین ہے یہہ صفتین خدا کی کسی آیت یا حدیث مین وارد اور ثابت ہین تبھی یہہ عذر والزام پیش کرے۔ بالفعل اہل تفویض اس عذر والزام کے جواب مین یہہ کہہ سکتے ہین کہ ہم نہ خدا کو لامکان کہتے ہین نہ اوسکے رہنے کا کوئی مکان مقرر کرتے ہین نہ اوسکو ہرجائی کہتے ہین نہ اوسکے ہر جگہہ ہونیکی نفی کرتے ہم اسکی صفت مین اسیقدر کہتے ہین جسقدر اوس نے اپنے حق مین خود کہا ہے کہ وہ عرش پر ہے اور وہ ہمارے ساتھہ ہے اس سے جو لوازم تم نکالتے ہو وہ تمہاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نفی و اثبات و امکان و استحالہ سے ہمکو کچھہ بحث نہین ہے - اسکے جواب مین اگر کوئی شبہہ غیر خدا و رسول کی شہادت سے عرش کا خدا کے رہنے کی مقرری جگہہ ہونا اور خدا کا ہر جگہہ یا لامکان نہونا ثابت کریگا تو پہر اس الزام کا دوسرا جواب ہم بہی دینگے

اسکی ثبوت مین کوئی صاحب ان دلائل سے استدلال کرین جنسے خدا تعالی کا آسمان مین یا عرش پر ہونا ثابت ہوا اور جو شیخ ابن القیم کی کتاب اعلام الموقعین سے (صفحہ ۴۴) نمبر (۲) مین منقول ہو چکے ہین - کیونکہ یہہ بات باتفاق فریقین (جو باتفاق عذرات سابقہ مین) طے ہو چکی ہے کہ جو ان دلائل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین ہونا ثابت ہوتا ہے وہ ایسا نہین ہے جیسا کہ ایک مجسم چیز کا کسی مکان مین ہونا - اور جب ان دلائل سے خدا کا عرش پر یا آسمان مین متمکن یا مکین ہونا ثابت نہوا تو پہر عرش یا آسمان کا خدا کے لئے مکان ہونا کیونکر ثابت ہوگا - جسوقت تک ان دلائل مین یہی توجیہ ہوئی ہے پہر ان دلائل سے مکان کا اثبات کیا معنی رکہتا ہے -

علاوہ یہہ کہ کون (کہین ہونا) اور مکان (جہان کوئی ہو) دونو متضائف (نسبتی) امر ہین جنمین سے ایک بغیر دوسرے کے سمجہہ مین نہین آتا جیسے باپ اور بیٹے کا لفظ ہے - بیٹے کے معنی تب ہی سمجہہ مین آسکتے ہین جب باپ کے معنی سمجہہ آوین ایسے ہی اسکا عکس ہے اور جس حالت مین خدا تعالی کا کون (ہونا) آسمان مین یا خواہ عرش پر خواہ ہمارے ساتہہ زمین پر کسی کی سمجہہ مین نہین آتا کہ وہ کیسا ہے - اور اوسکی حقیقت کیا ہے تو اوس کون سے اوسکا کوئی مکان کیونکر سمجہہ مین آسکتا ہے بدون اسکے کہ وہ خود یا اوسکا رسول بیان کرے کہ اوسکا کوئی مقرری مکان ہے جسمین وہ رہتا ہے - اور یہہ بیان اون دلائل سے ہرگز ثابت نہین ہوتا -

شاید عرش یا آسمان کو خدا کی رہنے کی جگہہ سمجہنے والے منجملہ اون دلائل کے اس حدیث کو جسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لونڈی سے پوچہا کہ خدا کہان ہے جب اوس نے جواب دیا کہ خدا آسمان مین ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومن فرمایا ہے - یا اون آیات و احادیث کو جنمین خدائے تعالی کو فی السماء

فقال لہا این اللہ قالت فی السماء قال من انا قالت انت رسول اللہ صلعم اعتقہا فانہا مومنۃ (صحیح مسلم)	(آسمان مین) کہا گیا ہے اس بیان مین صریح دلائل سمجہین اور یہہ کہین کہ لفظ این عربی مین
أأمنتم من فی السماء (ملک رکوع)	مکان سے سوال کے لئے بنایا گیا ہے اور لفظ
یرحمکم من فی السماء (ترمذی)	

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(جو عذر تجسیم کا جواب دے چکے ہین) کہ یہہ لوازم تمہاری اس سمجھہ کے تابع ہین جو تمنے خدا کی صفات کو صفات مخلوق کی مثل قرار دینے مین صرف کی ہے ۔ تمنے خدا کو اس مخلوق انسان یا حیوان کی مثل سمجھا ہے کہ جب وہ کسی دوسرے انسان یا حیوان کے ساتھہ ہوتا ہے

ف معنی ظرف (زمان یا مکان) کے لئے پس خدا کی جگہہ ثابت کرنیکے لئے ان الفاظ سے بڑہکر کونسی دلیل بکار ہے اسکا جواب بہی سابقًا ادا ہوچکا اور عمومًا و کلیۃً ثابت کیا گیا ہے کہ جو الفاظ خدا کی صفت مین وارد ہین اونکے معانی مناسب حال مخلوق ہرگز مراد نہین لئے جاوینگے جب ہم این زید کے لفظ سے سوال کرینگے تو اسکے معنی یہی سمجہے جاوینگے کہ اوسکے رہنے کی جگہہ کونسی ہے یا وہ اسوقت کس مکان مین مکین ہے اور جب یہہ لفظ خدا کی نسبت بولا جائیگا ۔ اور این اللہ کہا جائیگا تو اس سے یہہ معنی ہرگز مراد نہونگے کہ اوسکا مکان کون ہے جسمین مکین یا متمکن ہے بلکہ یہہ معنی یا ایسے ہی کچھہ اور مراد ہونگے کہ خدا تعالی کو کس مکان سے کوئی ایسا خاص تعلق ہے جسکا اوسنے اپنی صفت مین ذکر کیا ہے اور اس تعلق کا اثر اوس لازم کیا ہے اسکے جواب مین اگر کسی نے یہہ کہدیا کہ خدائی تعالی عرش پر ہے یا یہہ کہ وہ آسمان مین ہے (جیسا کہ اوس لونڈی نے آنحضرت کے جواب مین کہا تہا) تو اوسکے معنی یہہ نہ سمجہے جاوینگے کہ عرش اوسکے رہنے کی جگہہ ہے یا آسمان اوسکا ظرف (مکان) ہے اور وہ عرش پر متمکن یا آسمان مین مکین ہے ۔ بلکہ اوسکے معنی اس قسم کے سمجہے جاوینگے کہ عرش سے اوسکو ایک خاص تعلق خصوصیت[*] ہے جسکو اوسنے استواء (یا عرش پر ہونے) سے تعبیر کیا ہے اور اوسکا اثر یا لازم یہہ ہے کہ وہان سے خدا تعالی[‡] کے احکام جاری ہوتے ہین وہین ملائکہ اور انبیا حاضر ہوتے ہین وہین سلسلہ اسباب دنیوی منتہی ہوگا اور آسمان سے اوسکو ایسا تعلق ہے جسکو اوسنے نزول سے تعبیر کیا ہے اور اوسکا لازم اور اثر یہہ ہے کہ لوگ اوسوقت التجا و حاجت اسکو شامل بناتے ہین اور اوسوقت سے نزول رحمت اجابت کے منتظر رہتے ہین

* اسکی تائید حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے کلام سے خاتمہ مبحث صفات مین آویگی بلکہ سچ پوچہو تو یہہ تقریر اونہین کے افادات سے ہے ۔ جزاہ اللہ خیرا +

‡ یہہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب مرحوم کے افادات سے ہے آپ ترجمہ سورہ سجدہ کے فائدہ مین فرماتے ہین ۔ بڑے بڑے کام عرش سے مقرر ہوکر نیچے حکم اوترتا ہے سب اسباب آسمان زمین سے جمع ہوکر کام بنتا ہے ۔ پہر ایک مدت جاری رہتا ہے

© rasailojaraid.com

تو اوسکی جگہہ اسکی جگہہ بن جاتی ہے اور وہ اپنی مقررہ جگہہ مین نہین رہتا نعوذ باللہ تعالیٰ وتقدس

کا اپنی جگہہ (جسکا ثبوت آپکے ذمہ ہے) ہونا یا مخلوق کے ساتھ ہونا ہرگز ایسا نہین ہے

پہر کیون جایز نہین کہ خدا تعالیٰ بندون کے ساتھ ہوکر بھی اپنی مقرری جگہہ (جس کا

اِس عورت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سوال کے جواب مین خدا آسمان مین ہے کہنے سے

مومن فرمایا تھا تو اس کی وجہ (چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اس حدیث کے ذیل مین بیان

کی ہے) یہی یہہ ہوسکتی ہے کہ اسکی جواب سے یہہ سمجھہ مین آیا تھا کہ وہ بت پرست نہین ہے جو اپنے

فیہ مذہبان ... احدھما الایمان بہ من غیر خوض فی معناہ مع
اعتقاد ان اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شیٔ وتنزیہہ عن سمات المخلوقات
والثانی تاویلہ بما یلیق بہ فمن قال بہذا قال کان
المراد امتحانہا ھل ھی موحدۃ تقر بان الخالق المدبر الفعال

معبود کو اپنے آگے رکھکر پوجتی ہو بلکہ وہ اوس خداوند کو معبود سمجھتی ہے جو بوقت عبادت سامنے نہین رکہا جاتا۔ اسکی طرف التجا کرنیکے وقت آسمان کو قبلہ بنایا جاتا ہے اور آسمان کیطرف

سے اوسکی رحمت واجابت کے نزول کی امید کیجاتی ہے۔ ایسے ہی اُن آیات واحادیث کے معنے

سمجھے جاینگے جنمین خدا کو آسمان مین کہا ہے۔ اور اگر کوئی ان معنی کو تاویل یا تحریف سمجھے اور

مخالف تفویض خیال کرے تو وہ ان لفاظ "اَینَ اللہ اور اللہ فی السَّمَاءِ" کے اور معنی جو پسند کرے

قرار دے بہرحال ان الفاظ کے وہ معنی جو اَینَ زیدٌ و فی الدار زیدٌ کے معنی سمجھہ مین آتے ہین

اور جن سے ظرف اور مکان ثابت ہوتا ہے کوئی ہرگز تجویز نہین کرسکتا۔ اور نہ کوئی متکلمین ومحدثین سلف سے

کرتا ہے چنانچہ نووی نے بصفحہ ۲۰۹ شرح کہا ہے تو قت فریقین (خصوصاً فریق مؤول صفت معیت) کے رسایل

ہمارے سامنے رکہے ہوے ہین۔ ہم انمین خدا کے مکان اور متمکن ہونیکی صریح نفی پاتے

ہین۔ اور اگر اب یہہ حضرت اپنے مسلمات واعترافات کا خلاف کرکے خدا کے لئے مکان

اور تمکن ثابت کرنے لگین اور اسبات کے مدعی ہوجاوین کہ اَینَ اللہ اور اللہ فی السَّمَاءِ

کے وہی معنی مراد لئے جاوینگے جو اَینَ زیدٌ اور زیدٌ فی الدار کے معنی سمجھہ مین آتے ہین

تو اسکے مقابلہ مین ہم پہر آیات قرب ومعیت کو پیش کرینگے* اور علاوہ بران ان

[illegible]

* چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر کے جلد ۲ صفحہ ۴۰ مین ان آیات کو پیش کیا ہے ۔۔ حاشیہ در حاشیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سفر ہی جگہہ ہونا آپ ثابت کرینگے) سو نہ ملی اور بندون کی جگہہ آوسکی جگہہ نہ نبے بناءً علیہ اوسکو
ہر جگہہ یا لامکان نہ کہا جائے حضرات مولین خدا کا خوف اوٹھا کر اپنے مسلمات اور اصول
کے مخالف بلکہ معیت کی تاویل نکرنے سے) ناحق یہہ لوازم نکالتے ہین اور دل سے وہ خوب

آیات واحادیث کو جسمین خدا تعالی کو زمین مین اور جہان کہین بندے ہون کہا گیا ہے از انجملہ وہ
آیت جسمین یہہ بیان ہے کہ وہ پروردگار آسمانون اور زمین مین ہے جسمین بقول اکثر قرا[※] لفظ ارض
پر وقف ہے اور از انجملہ وہ آیت جسمین
یہہ بیان ہے کہ جدہر تم موںہہ پہیرو خدا کا
موںہہ وہین ہے اور از انجملہ وہ
حدیث جس مین یہہ بیان ہے کہ اگر تم رسی
(یا ڈول) نیچے والی زمین کی طرف لٹکاؤ
تو وہ خدا کے اوپر جا پڑے وعلی ہذا القیاس
وہ بادب ملتمس ہونگے کہ اگر آین اللہ او سا اللہ نے
السماء کے وہی معنے قرار دئے جائینگے جو

۱ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ
مَا تَكْسِبُوْنَ (انعام رکوع ۱)
۲ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ - (بقرہ ع ۱۴)
۳ لَوْ دَلَّيْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَى الْاَرْضِ السُّفْلٰى لَهَبَطَ عَلَى اللّٰهِ
ثُمَّ قَرَاَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ -
(ترمذی ص ۴۲۵)
اس حدیث کی تاویل مین جو ترمذی نے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے
لہبط علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ یہہ مذہب تاویل پرمبنی
ہے محمدعیان تفویض اس سے تمسک نہین کرسکتے -

زیدنے الدار اور این زید کے معنی سمجھہ مین آتے ہین تو چاہیے کہ پہلی آیت مین هُوَ اللّٰهُ فِي الْاَرْضِ
کے بہی وہی معنی کرین اور زمین کو بہی خدا کا مکان اور ظرف کہین ایسے ہی دوسری آیت کے معنی
کرین اور (بلحاظ لفظ اَيْنَمَا جو بعینہ وہی لفظ حدیث ہے اور بلحاظ لفظ ثَمَّ کہ وہ بہی مکان کیلئے
موضوع ہے) ہر جگہہ خدا کے موںہہ کا ہونا تجویز کرین - ایسے ہی حدیث (نمبر ۳) کے معنی کرین اور
(بلحاظ لفظ علی جو اس حدیث مین ہے اور وہ بہی ظرفیت کے معنی دیتا ہے) خداتعالے کو
ساتوین زمین مین بلکہ محل نزول مخلوق ٹہیرادین - ایسی ہی آیات قرب ومعیت کے معنی کرین
کیونکہ وہ بہی ظرفیت کے معنی پر مشتمل ہین اور اگر وہ ان آیات وحدیث مین وہ تاویلین
کرین جو بیان کرتے ہین اور حدیث اَيْنَ اللّٰهُ اور فِي السَّمَاءِ کی وہ ظاہری معنی لین جو این زید

[※] دیکھو تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۳ جسمین لفظ سموات پر وقف کرنا صرف بعض قرا کا قول ٹہیرایا ہے - حاشیہ در حاشیہ

© rasailojaraid.com

جانتے اور مانتے ہین کہ خدا کی صفات مین کلام اسکی ذات مین کلام کرنے کی فرع ہے جب ہمکو
اوسکی ذات کی کچھہ حقیقت معلوم نہین تو ہم اوسکی صفات مین کیونکر کلام کرسکتے ہین اور اس
ایسے لوازم کیون نکالتے ہین جو صفات مخلوق کے لوازم مین اور خدا ورسول کی طرف سے

وزید نے اللہ دکے لیتے ہین تو انسے بڑھکر بے انصاف کون ہوگا اور ایت اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ
وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ومخاطب کون ہوگا۔ اس تفرقہ کی اگروہ یہہ وجہ پیش کرین کہ حدیث
این اللہ اور ایت فی السماء (اور جو اسکے معنی مین ہین) محکمات سے ہین اور ایات قرب ومعیت و
آیت فی الارض وغیرہ متشابہات سے ہین تو اسکا ہی سابقًا ایک جواب یہہ دیا گیا ہے کہ یہی
آیات واحادیث صفات یکسان متشابہات سے اور یہی ایک روشن پر ہین دوسرا جواب یہہ
دیا گیا ہے کہ اس تقدیر پر وہ انکی تاویل یا تفسیر کیون کرتے ہین جب وہ انکو متشابہ مانتے ہین اور اگر
اسکی یہہ وجہ پیش کرین کہ اَیْنَ اللّٰہ و فِی السَّمَاءِ کے مضمون کی آیات واحادیث بہت ہین۔
وَفِی الْاَرْضِ اور قرب ومعیت کی آیات واحادیث کم ہین اسلئے ہم اس قدر قلیل کو تاویل اسقدر
کثیر کے تابع کرتے ہین تو اسکا ایک جواب یہہ ہے کہ یہہ دعوی محض خیال وسودائی محال ہے اگر وہ
لوگ انصاف سے احادیث وآیات جانبین کا مقابلہ وموازنہ کرینگے تو جانب مخالف مین قلت بھی
نہ پائینگے۔ دوسرا جواب یہہ کہ جب دلایل ثبوت ودلالت مین مساوی ہون تو پھر انکے عدد
وقلت وکثرت کا کچھہ لحاظ نہین کیا جاتا ایک آیت قرآن کا عمل واستدلال مین وہی رتبہ ہے
جو دس یا سو یا دو سو آیت کا ہے مگر یہہ بات وہ لوگ سمجھہ سکتے ہین جو علم اصول سے واقفیت
رکھتے ہین اور اسکو بدعت سمجھکر اس سے بے بہرہ نہین ہین بالجملہ فِی السَّمَاءِ اور فِی
الْاَرْضِ مین تفرقہ کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اور خدا کے لئے آسمان یا عرش کو مکان اور
اوسکو اوسمین مکین یا متمکن کہین تو زمین کو خدا مکان اور اوسپر خدا کو متمکن کہنے سے کوئی دلیل مانع نہین ہے
اور مجوزین مکان خداوندی کا آیات واحادیث منقولہ بالا سے استدلال ایک خام خیال ہے۔
بعض حضرات حدیث معراج کی اس فقرہ سے (جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ جناب

دیکھو صفحہ (۳۷) نمبر (۲) مین انکے اعتراضات۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان لوازم کے نکالنے کی اجازت نہین ہے **افسوس!** افسوس!! افسوس!!!

اس جواب کو پڑہکر شاید حضرات مولین مدعیان اتباع سلف صالحین عذر پیش کرین (جو ہمارے خیال مین انکا آخری عذر ہے - اور اسکے سوا اس باب مین انکا ایسا کوئی عذر باقی نہین ہے)

فعلا بہ الی الجبار فقال وہو مکانہ یارب خفف عنا (صحیح بخاری ص ۱۱۲)

الضمیر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ای انما ہو فی مقامہ الاول الذی قام فیہ قبل ہبوطہ (فتح الباری)

باری مین پچاس نمازون کی تخفیف کرانیکی لیئو جانیکا ذکر ہے اور اوسمین **لفظ مکان** وارد ہے) خدا کا مکان ثابت کرتے ہین مگر یہہ انکی سمجہہ کی غلطی ہے اس فقرہ مین آنحضرت کے مکان کا ذکر ہے نہ خدا کے مکان کا اوس فقرہ کا مطلب (جیسا کہ امام حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے) یہہ ہے کہ آنحضرت اپنے اوس مکان مین جہان پہلے کہڑے ہوے تہے جاکر کہڑے ہوئے اور تخفیف نمازون کے سایل ہوے جو لوگ اس مکان کو خدا تعالے کا مکان کہین تو وہ پہلے اس معنی کے احتمال کو اوٹہا لین پہر اس حدیث سے تمسک کرین -

شاید بعض حضرات اس حدیث سے جسمین یہہ بیان ہے کہ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کہا کر کہا کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان قال یا رب لا ابرح اغوی عبادک مادامت ارواحہم فی اجسادہم فقال الرب عزوجل وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی لا ازال اغفر لہم ما استغفرونی رواہ احمد (مشکوۃ ص ۱۹۶)

مین تیرے بندون کو گمراہ کرتا رہونگا - خدا نے اپنی عزت اور جلال وبلندی مکان کی قسم کہا کر فرمایا مین انکو بخشتا رہونگا جب تک وہ مجہسے بخشش مانگین گے - یا اسی قسم کی اور حدیث سے جسمین لفظ مکان وارد ہو خدا کے لیے مکان ثابت کرنے لگین مگر وہ یہہ بات خیال مین رکہین کہ صرف لفظ مکان مین نزاع نہین ہے نزاع تو اسکے معنے مین اور اس امر مین ہے کہ عرش یا آسمان خدا کے رہنے کا مکان (جسمین وہ مکین ہو) ہے یا نہین ہے جسمین غور ما اور تفصیل کرنی ہے متنازع فیہ تین امور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جسکا جواب صراحۃً یا ضمناً او ا ہو چکا ہو) پیش کریں لہذا اسکا ذکر و جواب بھی ضروریات سے ہے

فریق مؤول کا ساتوان عذر (یا دلیل)

جواب عذر ششم اور اسکے حاشیہ سے یہہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ معیت کے علم وغیرہ سے تاویل نکرنے سے خدا یتعالیٰ کی عرش سے وہ خصوصیت جسکو اوس نے استواء سے تعبیر کیا ہے

معلوم ہوتے ہین (۱) اول خدا کے لئے رہنے یا ٹہیرنے کے مکان کا ثبوت (۲) عرش یا آسمان کی اس معنی کر مکان ہونیسے خصوصیت (۳) خدا یتعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھہ ہی عرش (یا آسمان) مین مکین ہنا (دوسری جگہہ مین یا بندون کے پاس نہونا) بناءً علیہ وہ بوقت استدلال غور کرین کہ اس حدیث مین یا کسی اور حدیث مین جسمین لفظ مکان وارد ہو یہہ امور کہان پائے جاتے ہین۔ نہین تو اس سے متنازع فیہ مکان کا اثبات کیونکر ممکن ہے۔ اور کیون جائز نہین ہے کہ مکان سے مراد ان احادیث مین رتبہ ہو جو اکثر محاورات قرآن وحدیث و عام عرب مین اس لفظ سے مراد لیا جاتا ہے۔

اس بحث و بیان سے امید ہے ناظرین با انصاف کو یقین ہوگا کہ ان دلایل سے جنکا ذکر ہوا عرش یا آسمان کا مقر یا مکان خداوندی ہونا ثابت نہین ہوتا ایسا ہی اس قسم کی اور آیات اور احادیث سے جنمین امور متنازع فیہا کی تصریح نہو اسکا ثبوت ممکن نہین اور اگر کوئی صاحب ایسی آیت یا حدیث جنمین امور متنازع فیہا پر تصریح ہو) پیش کرینگے تو اس آیت و حدیث کی تسلیم خدا کے لئے مکان ہونے پر ایمان لانے سے ہمکو عذر نہوگا اس **صورت** مین عذر یا دلیل ششم فریق مؤول کا جواب ہمارا دوسرا ب جواب ہی جو متن رسالہ کے صفحہ ۵۴ سے شروع ہے ۔

تنبیہات (۱) أين الله یا فی السماء کے معنی جو ہم پہلے فرق نے بیان کئے ہین ہم انکو ان الفاظ کے اصلی وحقیقی معنی نہین سمجھتے بلکہ انکے حقیقی معانی کا علم سپرد بخدا کرتے ہین۔ ان معانی کو صرف ان حقیقی معانی کے لوازمات سے سمجھتے ہین لہذا ہم الزام تاویل وتحریف سے بری ہین۔ (۲) ہمارے مجوزہ لوازم مین اور ان لوازم باطلہ مین جو مجسمین و مؤولین نکالتے ہین فرق ہے یہہ جائز ہین وہ باطل اسکی تفصیل خاتمہ بحث مین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باطل نہین ہوتی۔ رہی اسکی عرش یا آسمان سے خصوصیت مکانی سو ثابت نہین اور بالفرض ہو تو وہ بہی دور نہین ہوتی جس سے بحکم انصاف وتحقیق و ترک تقلید ہمکو ماننا پڑتا ہے کہ صفت کی تفویض و ترک تاویل مین کوئی نقصان نہین مگر کیا ہم کرین اسبات کی تسلیم سلف صالحین اور بڑے بڑے ائمہ فقہاء و محدثین کا اتباع ہاتہہ سے جاتا ہے اونہون نے صاف کہہ رکہا ہے کہ خدا تعالے مخلوق سے بائن (جدا رہنیوالا) ہے اور وہ آسمان پر اور عرش کے اوپر ہے زمین نہین ہے جو اسکو زمین مین کہے اور آیات معیت و فی الارض کی تاویل نکرے وہ جہمی ہے چنانچہ حمویہ وغیرہ رسایل مولین صفت معیت مین عبداللہ بن مبارک۔ علی بن المدنی یحیی بن معاذ۔ ابوبکر رازی ابوبکر بن خزیمہ ابونعیم۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ متقدمین و متاخرین سے اس مضمون کے اقوال منقول ہین۔ بلکہ ابن خزیمہ سے یہانتک منقول ہے کہ جو خدا کو مخلوق سے بائن نہ کہے وہ کافر ہے اس سے توبہ لیجاوے۔ وہ توبہ نکرے تو اوسکو قتل کیا جاوے۔ پہر اوسکی نعش (لاش) کو کوڑی پر پہینکدین (یعنی اہل اسلام کے مقبرہ مین دفن نکرین) تاکہ اسکی بدبو سے مسلمان اور وہ کافر جو مسلمانون کی پناہ مین رہتے ہون تکلیف نہ پاوین۔ اور امام احمد حنبل سے منقول ہے کہ خدای تعالی عرش پر ساتوین آسمان کے اوپر مخلوق سے باین (جدا رہتا) ہے اور اوسکی اوسکی قدرت اور علم ہر جگہہ ہے اور جو کہے کہ مین ویسا ہی کہونگا جیسا خدا نے فرمایا کہ کہین تین شخص چہپکر باتین کرنیوالے نہین

قال ابن خزیمة من لم یقر ان اللہ استوی عرشہ فوق سبع سمٰواتہ بائن من خلقہ فہو کافر یستتاب فان تاب والا قتل۔ ثم القی فی مزبلة لا یتاذی بریحہ اهل القبلة ولا اهل الذمة۔

(حمویہ وغیرہ رسائل حضرات مولین رحمہم اللہ اجمعین)

قال عبداللہ بن احمد قال ابی ربنا تبارک وتعالی فوق السماء السابعة علی عرشہ بائن من خلقہ وقدرتہ وعلمہ فی کل مکان۔ × × × × × × × ×

قال المروزی قلت لعبداللہ ان رجلا قال اقول ما من نجوی ثلثة الا ہو رابعہم۔ اقول ہذا

محمد بخش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولا اجاوزہ الی غیرہ فقال قال ابو عبداللہ هذا کلام الجهمية (رسالہ معیار الحق ص ۳۸ مختصراً)	ہوتے جہان وہ جو تہا ہنوا اس سے بڑہکر کچھہ نہ کہونگا کہ اسکا علم انہین جو تہا ہے تو یہہ بہی

جہمیون کا کلام ہے۔ پس ہم لوگ جو تقلید (یا اتباع) سلف سے مامور ہین ان اماموں کا خلاف کیونکر کرسکتے ہین؟ اور معیت کے علم سے تاویل کرنے اور یہہ بات کہنے سے کہ خدا زمین مین اور ہمارے ساتہہ نہین ہے اسکے رہنے یا ہونے کی جگہہ صرف عرش ہے کب رک سکتے ہین گو اُس تاویل اور اُس بات پر بجز اقوال اون اماموں کے اور کوئی دلیل نہ پاوین اور تمہاری اون باتون کا جو ہمارے عذرات و دلایل کے جواب مین تمنے کہی ہین کچھہ جواب نہ دیسکین؟

الجواب

اس عذر (یا دلیل) مین تو ہمارے مینے بہایون (اہلحدیث نے جو تاویل مین مبتلا ہین) اپنے مذہب اتباع وتحقیق وترک تقلید کو جسکے سبب انہون نے عام مسلمان سے وہابی کہلایا اور لامذہب نام رکہایا اور اسکی خاطر سالہاسال صدہا مصائب مالی وجانی اور اپنے علاتی بہائیون (اہل تقلید) کی دستی اور زبانی ایذاؤن کا تحمل کیا) ڈبو دیا اور اس فرقہ ناجیہ کا نام ہی کہو دیا۔ جس تقلید (مقابل دلیل) سے (اسکو شرک سمجہکر) یہہ لوگ بہاگے اور اسلئے لامذہب وہابی وبخدی کہلائے تہے اسی تقلید مین وہ یہان اگر پہنسگئے اور امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید چہوڑکر (شیخ ابن تیمیہ وغیرہ کے جو بدرجہا امام ابو حنیفہ سے کم رتبہ ہین*) کے مقلد بنگئے ان لوگون کے حال پر اب یہہ عربی مثل خوب صادق آرہی ہے کہ مینہ سے بہاگے اور پرنالہ کے نیچے آکہڑے ہوے۔

فر من المطر وقام تحت الميزاب

لہذا اس عذر (یا دلیل) ہفتم کے جواب مین ہمکو صرف یہی کہنا کافی ہے کہ ہمارے تمہارے اصول مذہب کے رو سے دلیل کے مقابلہ مین کسیکی تقلید جایز نہین ہے اور چونکہ جوابات وابحاث سابقہ سے ان اقوال کا مخالف دلیل ہونا ثابت ہوچکا ہے۔ لہذا ان اقوال کی (بے حد وشمار کیون نہون) تقلید جایز نہین ہوسکتی (اس بات مین اگرچہ گو مکرر

(محمد حسین)

*اس امر کا ثبوت ہم عنقریب اسی پرچہ مین دینگے جو رسایل جرح وطعن امام والا مقام پر ہم لکہنا چاہتے ہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتباع و تقلید سے آپ مامور و مجاز اور ان اقوال کی تسلیم مین مجبور و معذور نہین – و مع ہذا ہم اپنی طرز سابق (تنزل و ترقی کے) مطابق اس عذر کے کئی جواب دیتے ہین –

پہلا جواب ہم ہرگز نہین مانتے کہ یہہ اقوال واقعی ان ائمہ (امام احمد بن حنبل و ابن خزیمہ وغیرہ) کے اقوال ہون اور بسند صحیح اون سے ثابت – کیون جایز نہین کہ یہہ موضوع و مکذوب ہون –

اس احتمال وضع و کذب کا موید یہہ امر ہے کہ جو خدا نے اپنی صفت مین فرمایا ہو وہی اسکی صفت مین کہنا اس سے تجاوز نکرنا عین سلف صالحین کا مذہب و اعتقاد ہے جسکو امام احمد بن حنبل رح خود ہی تسلیم کر چکے ہین (چنانچہ صفحہ ۱۲ نمبر ۱ مین انکا یہہ قول منقول ہے پھر امام احمد بن حنبل کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ جو شخص آیت نجوی (جسیکہ باثمین کرنے والون مین خدا کی شمولیت کے متضمن ہین) اُسیقدر پر جو خدا نے فرمایا ہے اکتفا کرنے اور اس سے تجاوز نکرے وہ جہمی ہے امام احمد حنبل پر کذب و افترا نہین تو اور کیا ہو سکتا ہے

ایسا ہی اہل قبلہ کو تاویل (جو قطعیات[*] اور محکمات مین ہنو) کے سبب کافر کہنا سلف و خلف مین مسلم ہے اور چونکہ آیات صفات (استوا وغیرہ) بجز اتباع شیخ ابن تیمیہ کسی محقق اہل علم کے نزدیک قطعیات اور محکمات سے نہین ہین – متشابہات سے ہین لہذا ان آیات مین تاویل کرنا گو جمہور علماء کے نزدیک خطا یا ناجایز امر ہو مگر کسیکے نزدیک کفر نہین ہے بنا برا علیہ جو لوگ خدا کے بذات خود عرش پر ہونیکو نہ مانین اسمین استیلاء و ملک وغیرہ کی تاویل کرین (چنانچہ اکثر متکلمین اشاعرہ وغیرہ کرتے ہین) وہ ہرگز کافر نہین کہلاتے گو اس تاویل مین وہ اہل تفویض کے نزدیک خطا پر ہین –

یہی وجہ ہے کہ قدیم اہل سنت نے معتزلہ وغیرہ اہل اہوا کو جو جملہ صفات وجودیہ خداوندی کی نفی کرتے ہین اور انہین تاویل کو دخل دیتے ہین کافر نہین کہا – اور صاف فرما دیا ہے کہ ہم

لا نکفر احدا من اہل القبلۃ (شرح عقاید وغیرہ)	اہل قبلہ کی تکفیر نہین کرتے –

[*] اس صفحہ کی وجہ اشاعۃ السنۃ نمبر (۸) جلد (۳) [illegible] تحریف و تکذیب کہلاتی ہے ❊

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانہ کے یا خیر اہل سنت جو اقوال سلف وخلف پر نظر رکھتے ہین (باوجودیکہ وہ خود صفات باری مین تفویض کا اعتقاد رکھتے ہین) اپنے مخالفین اشاعرہ وماتریدیہ وغیرہ متکلمین کو جو استوا وغیرہ صفات کی تاویلین کرتے ہین کافر نہین کہتے ہمارے اس زمانہ کے فخر اہل سنت نواب صاحب بہوپال انتقاد وشرح اعتقاد وغیرہ تصنیفات مین عدم تکفیر اہل قبلہ کو تسلیم کر چکے ہین اور اپنے رسالہ احتواء علی مسئلۃ الاستواء (جو خاص کر مسئلہ اثبات وتفویض صفات مین اپنے تالیف کیا ہے) کے دیباچہ مین فرماتے ہین - اما بعد پوشیدہ نہ ہے کہ جسطرح فروع مذاہب فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت مین چار گروہ ہین حنفی مالکی شافعی حنبلی اور اختلاف انکا آپسمین تین سو کئی مسئلے سے زیادہ نہین بدون تکفیر وتضلیل ایک دوسرے کے اور ہر مذہب مین ان مذاہب سے جیسے اکثر مسائل موافق حدیث ہین اسیطرح بعضے مسائل مخالف حدیث بہی ہین کہ وقت عرض کرنے فقہیات کے کتب احادیث پر معلوم ہوتے ہین اور جب اون کو موافق حدیث کر لو تو چارون مذہب ایک مذہب ہو جاتے ہین اور کسی طرح کا نزاع باقی نہین رہتا اور وہ ایک مذہب محدثین کا ٹھہرتا ہے اور مصداق کامل فرقہ ناجیہ کا جسمین صفت ما انا علیہ واصحابی ہے وہی ہوتا ہے اسیطرح اصول عقاید مین تین گروہ ہین حنابلہ وماتریدیہ واشعریہ - حنابلہ منسوب ہین طرف امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے اور جمہور ظاہریہ واہل حدیث موافق انہین کے عقاید کے ہین اور ماتریدیہ منسوب ہین طرف امام ابو منصور ماتریدی کے جو تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے ہین ماترید ایک گانو ہے سمرقند کا ماوراء النہر وغیرہ مین انہین کے عقاید مشہور ہین جمہور حنفیہ انکے پیرو ہین اور ماتریدیہ کہلاتے ہین اور اشعریہ منسوب ہین طرف امام ابو الحسن اشعری کے کہ دس واسطے سے فرزند حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی رضی اللہ عنہ کے ہین خراسان وعراق وغیرہما مین انہین کے عقاید کا رواج ہے اور مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ انہین کے پیرو ہین ماتریدیہ واشعریہ مین کل بارہ مسئلون کا اختلاف ہے باقی مین متفق اور حنابلہ واشعریہ مین اختلاف نہین مگر دو چار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متفرعات ہین اور یہہ سب اختلافات نزدیک محققین کے شبیہ باختلاف لفظی و نزاع حرفی ہین لہذا
ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل نہین کرتے" اس کلام ہدایت نظام مین نواب صاحب بہوپال
نے داد حق دینے مین کمال کیا اور اسوقت کے کم علمون کو (جو اپنے فہم و خیال سے کسی کو مؤول
کسی کو منکر صفات بنا کر دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج کرتے ہین اور سنی و ناجی اوسی شخص کو سمجھتے
ہین جو انکا ہم خیال و ہم مقال ہو) خوب متنبہ کر دیا ہے کہ انکا یہہ خیال و مقال انکی بے علمی کا نتیجہ
ہے اس قسم کی تاویل (یا انکار) ضروریات دین یا لوازم اہل سنت سے انکار نہین کہلاتا بلکہ
یہہ تاویل (یا انکار) اوس تاویل (یا انکار) کی مانند ہی جو فروعی مسایل مین ہر کوئی اپنے مخالف
کے زعم مین کرتا ہے۔ و مع ذالک وہ دایرہ اسلام یا اہل سنت سے خارج نہین ہوتا۔

اور یہی وجہ ہے کہ متشابہات (جنمین آیات و حدیث صفات داخل ہین چنانچہ رسالہ نمبر ۱۲ مین بصفحہ ۳۷۷
وغیرہ ثابت ہو چکا ہے) کی تاویل و عدم تاویل مین سلف (صحابہ و تابعین وغیرہ) سے اختلاف چلا آتا
ہے چنانچہ شروع بحث مین (بصفحہ ۳۸۰ وغیرہ نمبر ۱۲ جلد ۷) یہہ اختلاف منقول ہو چکا ہے) اور
طرفہ یہہ کہ شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین اس اختلاف کے دونون جانب (تاویل و عدم
تاویل) کا حق ہونا تسلیم کر لیا اور صاف
کہدیا ہے کہ تاویل کے دوسرے معنے
کلام کی تفسیر کرنا ہے ظاہر کے موافق ہو خواہ
مخالف اس معنی کر تاویل کو وہ لوگ
جو علم مین (ثابت قدم مین) نیز جانتے ہین
یہہ امر سلف کے قول خداوندی "الراسخون
فی العلم" پر وقف کرنیکے (چنانچہ ابن عباس
و مجاہد وغیرہ سے منقول ہے) موافق ہے
اور اس باب مین دونون قول حق ہین۔

والمعنى الثاني للتاويل هو تفسير الكلام سواء وافق ظاهره
او لم يوافقه وهذا معنى التاويل في اصطلاح جمهور المفسرين
وغيرهم وهذا التاويل يعلمه الراسخون في العلم فهو موافق
لمن وقف من السلف على قوله وما يعلم تاويله الا الله
والراسخون في العلم كما نقل عن ابن عباس رض ومجاهد و
محمد بن جعفر بن زبير ومحمد بن اسحاق وابن قتيبة وغيرهم
وكلا القولين حق باعتبار كما قد بسطناه في موضع
آخر ولهذا نقل عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه هذا وهذا
وكلاهما حق (حمويه ص ۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بنا۶ؔ علیہ بڑے بڑے امام مفسر و محدث (بمقابلہ جمہور تارکین تاویل کم ہی کیون ہون) مذہب تاویل کو پسند کرتے ہین اور جا بجا آیات و احادیث صفات مین تاویلین کرتے ہین اکثر کتب متداولہ کتب تفسیر و شروح حدیث کو ملاحظہ کیا جاتا ہے تو انہین امام نووی جیسے محدثون اور امام رازی و بیضاوی جیسے مفسرون کو اسی تاویل پر دیکھا جاتا ہے و مع ہذا انکو کوئی مسلمان کافر یا مبتدع نہین کہتا +

اور یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل تفویض (جو آیات معیت و قرب و امثال ذالک کی تاویل نہین کرتے) ان آیات مین تاویل کرنیوالون اور ترک تاویل سے لوازم باطلہ (جیسے انکا مجسم یا مئول و معطل ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عذر پنجم کے جواب مین اسکا بیان گذرا) نکالنے والون کو کافر نہین کہتے صرف مخطی قرار دیتے ہین۔

پس بنظر وجوہ مذکورہ کیونکر تجویز یا گمان نہ کیا جاوے کہ وہ قول جسمین خدا تعالی کو مخلوق سے باین اور بذات خود فوق العرش نماننے والے کو کافر کہا گیا ہے اور کافر بھی ایسا کہ دیگر کافرون سے بدتر وہ امام ابن خزیمہ پر موضوع و مفترا ہے +

شاید ہماری منع (عدم تسلیم) صحت ان اقوال کے جواب مین ان اقوال کے حامی انکی صحت کے ثبوت مین یہہ بات پیش کرین کہ بعض کی تصحیح خود شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ حمویہ مین کر دی ہے اور بعض اقوال کی تصحیح رسالہ عقیدہ صابونی مین موجود ہے اور امام احمد بن حنبل کا یہہ قول کہ خدا مخلوق سے باین ہے خود انکے رسالہ عقاید* مین موجود ہے پھر ان اقوال کی صحت و ثبوت مین کیا شک ہے مگر وہ لوگ پہلے کتب اصول حدیث وغیرہ خصوصًا علوم الحدیث امام ابن الصلاح مشہور بمقدمہ ابن الصلاح اور عجالہ نافعہ و بستان المحدثین شاہ عبد العزیز مرحوم اور حجۃ اللہ البالغہ و انتباہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم و اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۴ وغیرہ ملاحظہ فرما کر ان چند امور کی تحقیق کر لین (۱) صحت اقوال و اخبار کے اصول و شرائط کیا ہین (۲) تصحیح کس شخص کا منصب ہے اور اس منصب کے اہل کس زمانہ تک کے لوگ تسلیم کئے گئے ہین (۳)

* یہہ وہ رسالہ ہے جسکا ذکر نمبر (۱۲) جلد (۷) مین بصفحہ ۳۴۶ گذرا۔ اوسکے سرورق پر یہہ الفاظ ثبت ہین کتاب السنۃ من قول الامام المبجل والحبر المفضل ابی عبداللہ احمد بن حنبل ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی کتاب یا رسالہ کا کسیکی تالیف ہونا کن دسائل سے ثابت ہوتا ہے (۴) متاخر زمانون کے اسناد کی نسبت متاخرین محدثین نے کیا کہہ رکہا ہے — و بنا ءً علیہ اگر کوئی اس زمانہ مین اپنی اسناد سے کسی قول یا کتاب کو قایل یا مؤلف سے ثابت کرنا چاہے تو یہ کہانتک قوت و اعتبار ہے پھر ان رسائل کے بہروسہ ان اقوال کی تصحیح کی ہوس کرتے ہمارے نزدیک یہہ رسائل لایق اعتماد و اطمینان نہین ہین انمین کئی ایسے مسائل خلاف تحقیق و بے اصل مندرج ہین جنکا دو اوین سنت صحیح بخاری و مسلم وغیرہ مین نام و نشان نہین و معہذا ان مسائل کی نسبت انمین یہہ دعوی کیا گیا ہے کہ زمانہ صحابہ سے لیکر زمانہ مؤلفین تک سب اہل سنت و اہل اثر ان مسائل پر متفق چلے گئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسائل احمد بن حنبل و صابونی کی تالیف نہین ہین اور اگر ہین تو وضع اور تصرف غیر سے خالی نہین — ان مسائل کی تفصیل ہم اسوقت کرینگے - جب ان اقوال و رسائل کے حامی بلحاظ امور اربعہ مذکورہ ان رسائل یا انکے مسائل کو مؤلفین یا قائلین سے صحیح ثابت کر دکہائینگے - بالفعل اس تفصیل سے تعرض بلا ضرورت تطویل ہے - اور مستان سرود یاد دہانیدن کا مصداق -

دوسرا جواب

ہمنے مانا اور فرض کیا کہ یہہ رسائل ان علما کی تالیف ہین اور وہ اقوال اُن ائمہ کے اقوال ہین ولیکن ان اقوال مین جو خدا کو مخلوق سے بائن کہا گیا یہہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر امام احمد بن حنبل اور عبد اللہ بن مبارک اور ابن خزیمہ اور ابو نعیم وغیرہ اور انکی اساتذہ و اکابر دس بیس پچاس سو دو سو جمع ہو کر خود اپنی زبان سے یہہ بات کہین تو بھی اس کی تسلیم اور اسمین انکی تقلید جایز نہین ہے - کیونکہ یہہ بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوس کے رسول نے اوسکی صفت کہین نہین فرمائی — نہ قرآن و حدیث مین خدا کی صفت مین یہہ لفظ وارد ہے نہ اس لفظ کے ہم معنی الفاظ (قائمون اور نا قلون) انہون نے اپنی کلام و رسائل مین قرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و حدیث مین اسکے وارد ہونیکا دعوے کیا ہے - ہمنے اپنے ہمعصر مدعیون سے بذریعہ تحریرات
اس لفظ کے قرآن و حدیث مین وارد ہونے کا ثبوت طلب کیا تو اونہون نے بہی کچہہ
ثبوت پیش نہ کیا بلکہ قرآن و حدیث مین اسکے عدم وردِ کو مان لیا - اور یہہ بات خود امام
احمد بن حنبل وغیرہ اکابر فرما چکے ہین کہ جو بات خدا نے اپنی صفت مین یا اوسکے رسول نے
اسکی صفت مین نفرمائی ہو خدا کی صفت مین اوسکا بولنا جایز نہین یہہ انکی اسنبات کی
تسلیم اور اسمین انکی تقلید کیونکر جایز ہے -

جو لوگ خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین تقلید یا اتباع سلف کے مدعی ہین وہ صریح
دہوکہہ مین پڑے ہوئے ہین اور یہہ نہین سمجہتے کہ وہ جسکو اس بات مین سلف بنا کر اسکی
تقلید کر رہے ہین اسکا سلف اس بات مین کون شخص ہے - وہ بہی کسی سلف یا مقتدا کی
اتباع سے مامور ہے یا وہ خود دین و اعتقادیات مین سلف و مقتدا ہے - اور وہ یہہ مسئلہ
کتب اصول عقایدہ مین نہین دیکہتے کہ اعتقادیات مین بجز خدا و رسول کسیکی تقلید جایز
نہین - اور خاصکر خدا کی صفات مین تو کسیکو اپنی راے سے کچہہ کہنا اور اسمین خود بخود
سلف و مقتدا بن جانا اور عام لوگون کو اوسکی تقلید کرنا جایز نہین -

اور اگر یہہ دعوے ہو کہ یہہ لفظ گو صاف و صریح طور پر وارد نہین مگر خدا کے عرش پر ہونے اور

جواب

زمین مین اور مخلوق کے ساتہہ نہونے سے یہہ ثابت و مستنبط تو ہوتا ہے تو اسکا جواب
بکرات گذر چکا ہے کہ اسکا زمین مین اور مخلوق کے ساتہہ نہونا تو صرف تمہارا دعوے ہے جسکا
صریح خلاف آیات قرآن اور حدیث مین موجود ہے اور عرش پر ہونے سے بائن ہونا تب ثابت
ہو جب اسکا عرش پر ہونا ایسا قرار دیا جاوے جیسے ایک انسان کا چوکی یا تخت پر ہونا علاوہ
بران ایک جواب اسکا یہہ ہے کہ استنباط و اجتہاد سے خدا کی کوئی وصف جایز نہین ہے
جائز ہو تو خدا کو مجسم کہنا بہی جایز ہو جسکو آپ جایز نہین کہتے - اور ایک جواب
اسکا یہہ بہی ہے جو اقوال مذکورہ کا تیسرا جواب ذیل مین دیا جاتا ہے +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تیسرا جواب

ہم بپاس خاطر و تالیف قلوب حضرات مؤلین تہوڑے دیر کے لئے خدا کو مخلوق سے بائن کہنے مین ان علما کے مقلد بن جانے اور اپنے مذہب تحقیق و طلب دلیل سے دست بردار ہوجانے کو بہی حاضر ہین وسنا گما علیہ ان حضرت سے خدا کے بائن ہونیکے دلیل قران وحدیث سے نہین پوچھتے ولیکن اس تقلید کے لئے بہی اتنا تو ضروری ہے کہ ہم بائن ہونے کے معنے اور اسکی کیفیت تو سمجھ لین پہر اسکی تسلیم مین انکی تقلید کرین - ولہذا ہم نہایت ادب و تعظیم سے ان آئمہ اور انکے مقلدون سے پوچھتے ہین - کہ بائن ہونے سے انکی مراد کیا ہے - اگر غیر ہونا مراد ہے اور اس فقرہ سے انکا مطلب یہہ ہے کہ خالق عین مخلوق نہین ہے اور اوسکو مخلوق مین حلول و امتزاج (اختلاط) نہین ہے چنانچہ منجملہ ائمہ مذکورین امام ابو نعیم اصبہانی کی کلام سے مترشح ہوتا ہے تو اس معنی کر اس لفظ کے بولنے مین ہمنے ان اکابر کی تقلید اختیار کی مگر اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ پہر ان تفویضیہ رجو معیت کی علم وغیرہ سے تاویل نہین کرتے اور خدا کو زمین مین اور بندون کے ساتھہ کہتے ہین جیسا کہ اوسکو عرش معلی پر مانتے ہین) کے مقابلہ مین اس لفظ کے بولنے سے فایدہ کیا ہے - کیا وہ لوگ مخلوق مین خدا کے حلول کے قائل ہین یا وہ مخلوق کے جسمون کے ساتھہ خدا کے جسم کو ملا ہوا سمجھتے ہین یا وہ خالق کو عین مخلوق قرار دیتے ہین حاشا وکلا ہرگز نہین - اور اگر بائن کہنے سے انکی یہہ مراد ہے کہ وہ مخلوق سے جدا رہتا ہے - اور اوس نے اپنے رہنے کی جگہہ جدا بنا رکہی ہے تو وہ براہ مہربانی ہمکو اسکی صورت و کیفیت سمجہا دین کیونکہ عرش خود منجملہ مخلوقات ایک مخلوق چیز ہے پہر اسپر رہکر خدا مخلوق سے جدا کیونکر ہوسکتا ہے - اور اگر یہہ اعتقاد ہو کہ وہ عرش کے اوپر معلق لٹک رہا ہے جیسے کوئی جانور کسی درخت یا کوٹھے پر ہوا مین معلق ہوتا ہے چنانچہ ایک بزرگ نے امرتسر مین مجہے

> قال ابو نعیم ان اللہ بائن من خلقہ والخلق بائنون منہ لا یحل فیھم ولا یمتزج بھم (حمویہ صہ ۶۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسا ہی کہا تھا اور ایک مجہول الاسم کتاب میں یہہ لفظ دکہایا تہا کا انطاءٗ فی الحق تو براہ مہربانی اسکی تفصیل کرین کہ وہ کتنی دوری پر عرش کے اوپر معلق ہے اور پہر اسکو جسم و محدود ہونیسے کیسے خارج رکہی گئی ہے اور نیز جب وہ ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو اسوقت اس کا عرش کے اوپر معلق اور مخلوق سے جدا رہنا کیونکر متصور ہے ؟

ہمارے ان سوالات پر اگر کوئی جلد باز اس مثل کا مصداق کہ تیری باتین سمجھا نہین پر اسپر سوال دو کرتا ہون یہہ اعتراض کرے کہ آپ بھی صفات متشابہات کی نسبت کیفیت وحقیقت کا سوال ہونے لگا صفات مین سوال کیفیت کا بدعت ہونا بہول گیا اور اس صفت سے وہی لوازم باطلہ نکالنا شروع ہوگیا جو مؤلین ومنکرین استوار کا لوازم نکالنا بیان ہوچکا ہے کہ خدا عرش پر ہو تو وہ اسکے برابر ہوگا یا بڑا یا چہوٹا وعلی ہذا القیاس تو اسکا ایک جواب یہہ ہے ثبت العرش ثم النقش پہلے چہت بنا لو پہر اسپر نقش نگار کی تیاری کرو جس لفظ پر ہمنے یہہ سوال کئے ہین پہلے اسکا صفات متشابہات سے ہونا ثابت کرلو پہر یہہ اعتراض پیش کرو ہمنے کسی صفت ثابت ومروی کی نسبت سوال کیفیت نہین کیا۔ وہ زبان کٹ جائے اور وہ قلم ٹوٹ جاے جس سے خدا کی صفت کی نسبت جو اسکے یا اسکے رسول کے بیان سے ثابت ہو سوال کیفیت سرزد ہو ہمنے تو تمہاری تجویزی واستنباطی لفظ پر سوال کیفیت کیا ہے۔ یہہ لفظ مروی ہوتا تو ہم اسپر بلا توقف ایمان لاتے اور اسکی کیفیت وچگونگی سے ہرگز سوال نکرتے۔ چنانچہ خدا کا عرش پر ہونا اور اسکا نیچے دون کے ساتہہ ہونا بلا چون وچرا ہم تسلیم کرتے ہین۔ اور جس حالت مین یہہ لفظ خدا کے اوصاف مین قرآن وحدیث مین وارد نہین ہے۔ صرف آپ لوگون کا اجتہادی واستنباطی لفظ ہے تو پہر ہم اسپر صفات متشابہات کی طرح کیونکر ایمان لاوین اور آپکی تجویز واجتہاد کو معدن وحی اور آپکی کلام کو متشابہات خداوندی کیونکر سمجھ لین ہم آپکے الفاظ کی تقلید تو تب ہی کرینگے جب انکے معنی وحقیقت وکیفیت اچھی طرح پر اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے طور پر آپ لوگون سے سمجھہ لینگی ورنہ ہم مین اور ان عیسایون مین کچھہ فرق نرہیگا جو اپنے علماء کی مجوزہ اناجیل (مثلاً توحید فے التثلیث اور تثلیث فے التوحید) کو بے سمجھے بن سوچے مانتے ہین۔ اور جب مسلمان انپر عقلی اعتراض کرتے ہین اور توحید و تثلیث کا متناقض ہونا ثابت کرتے ہین تو وہ یہہ کہتے ہین کہ یہہ امور متشابہات سے ہین انکو بے سمجھے مان لینا واجب ہے۔ اور وہ یہہ نہین سمجھتے کہ متشابہات سے تو وہ امر ہے جو صاحب شریعت سے صاف طور پر ثابت ہو اور اوسکی حقیقت کسیکی سمجھہ مین نہ آوے اور جو امر علماء مذہب خود اپنے اجتہاد و تجویز سے اقوال صاحب شریعت سے خواہ اپنے عقل سے استنباط کرین وہ متشابہات سے کیونکر ہو سکتا ہے

اعتراض سوال کیفیت متشابہات کا دوسرا جواب

ہمنے مان لیا اور فرض کیا کہ یہہ لفظ بائن قرآن و حدیث مین وارد ہے اور یہہ صفت متشابہات سے ہی جنکا بے سمجھے بن سوچے بلا چون و چرا تسلیم کرنا واجب ہے و بناء علیہ ہمنے اپنے ان سوالات کو واپس لے لیا۔ لیکن اس صورت مین اس بائن ہونے سے ایسے لوازم (جو ایک مخلوق کے دوسری مخلوق کی نسبت بائن ہونے سے نکلتے ہین) نکالنا ہرگز جایز ہوگا اور معیت اور بینونیت خداوندی مین کچھہ تناقض و تخالف نرہیگا و بناء علیہ جیسا خدا کو مخلوق سے بائن کہا جاویگا ویسا ہی اوسکو مخلوق کے ساتھہ ماننا پڑیگا اور یون کہا جاویگا کہ خدا تعالے جیسا کہ باوجود بائن ہونیکے عرش پر ہے اور ہر شب آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے ایسا ہی باوجود بائن ہونیکے مخلوق کے ساتھہ ہے اور زمین مین بھی ہے لہذا جیسا اسکو بائن ہونیکے ساتھہ عرش اور آسمان دنیا پر کہتے ہو ویسا ہی بائن ہونیکے ساتھہ زمین مین اور بندون کے ساتھہ کہو اسکے بائن ہونیکے لحاظ سے اسکی معیت و فی الارض ہونیکے کچھہ تاویل نکرو۔

ان جوابات ثلثہ سے ناظرین با انصاف کو بخوبی واضح ہوگا کہ سائل ان عذر ہو لین بھی ویسا ہی ہے جیسکا انکے پہلے چھہ عذر اور اقوال مذکورہ بالا جنکی تقلید کو وہ اتباع سلف صالحین سمجھے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہرگز لائق تقلید نہیں ہیں اولاً ان اقوال کا قائلین سے ثبوت محل نظر ہے ثانیاً (بفرض
ثبوت) ان اقوال پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ولہذا وہ لائق تقلید نہیں ثالثاً
(بفرض وتسلیم تقلید قول بے دلیل) ان اقوال کے ایسے کوئی معنی نہیں بنتے جنکے رو سے انکی
تقلید کیجاوے رابعاً (بفرض تسلیم وتقلید قول بمعنی) آیات معیت سے انکی کوئی مخالفت نہیں جس کی
نظر سے آیات معیت میں تاویل حلال ہوسکے۔

بعض حضرات نے ان اقوال پر انعقاد اجماع کا بھی دعوی کیا ہے۔ ہمنے اوس دعوی کو
لغو سمجھکر اسکی نقل وجواب سے تعرض نہیں کیا۔ وہ لوگ پہلے دو چار اشخاص سے
تو ان اقوال کو ثابت کرلیں پیچھے انکے دعوی اجماع کو دیکھا جاویگا۔ اور اگر وہ اس دعوی کا
مجمل جواب سننا چاہیں تو اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۷ کا صفحہ ۱۳۱ وغیرہ ملاحظہ کریں جس میں
احمد بن حنبل کا یہ قول کہ اجماع کا مدعی دروغ گو ہے کتاب حصول المامول سے منقول ہے

خاتمہ مبحث صفات

ہمارے ان ابحاث وجوابات سے اہل علم باانصاف کو تو اچھی طرح واضح اور دل نشین ہوگیا ہوگا
معیت میں تاویل کرنے والوں کے پاس اس تاویل کی ایسی کوئی دلیل نہیں جو ایک
ذرہ کے برابر بھی وزن ووقعت رکھتی ہو تو پھر انکا منکرین تاویل ومفوضین معیت اہلحدیث
کو بدعتی یا کافر بنانا اور اس خیال سے مسلمانوں یا سنیوں کا نمبر گھٹانا حق گوئی انصاف پر مبنی
نہیں ہے (جسکے وہ مدعی ہیں) ولیکن ان طول وطویل ابحاث وجوابات سے شاید عوام
کو اہل تفویض واہل تاویل کے اتفاقی واختلافی امور کا پتہ نہ لگے اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض
بعض الزامی جوابات سے اونکے دلمیں کچھ کچھ شبہات (تاویل یا تجہیل) پیدا ہوں لہذا
اونکی تفہیم واطمینان کے لئے اس خاتمہ میں ان ابحاث کا خلاصہ اور اصل مسئلہ صفات کی
سلف اہل سنت کا عقیدہ جسکے موافق اہل تفویض کا اعتقاد ہے اور وہی یہ ہمارے
کی بنا ہے بیان کیا جاتا ہے *

© rasailojaraid.com

خلاصہ اسجات سابقہ

فریقین (مؤولین ومفوضین صفت معیت) کا ان امور پر اتفاق ہے کہ خداتعالی عرش پر ہے جسکی حقیقت وکیفیت کا علم خدا کے سپرد ہے۔ اس سے سوال بدعت ہے اور اوسکی تاویل یا تفسیر اور اوس سے انکار ضلالت ہے۔ اوسکے ظاہری معنی مشابہ مخلوق قرار دینا تجسیم ہے اور اوس سے کچھہ بہی معنی مفہوم ومراد خداوندی نہ ماننا تجہیل ہے جس سے فریقین بری ہین ومعہذا فریق مؤول خدا کی عرش پر ہونے سے اسکی عرش اور جہت فوق سے خصوصیت مکانی نکالتے ہین اور بنا برعلیہ اسکے زمین مین اور بندون کے ساتھہ ہونے کی نفی کرتے ہین اور جن آیات اور احادیث مین خدا کا زمین اور بندونکے ساتھہ ہونا صاف صاف بیان ہوا ہے انکو متشابہات سے قرار دیکر انکی تاویل کرتے ہین اور عدم تاویل سے لوازم باطلہ نکالتے ہین اور اپنے خیال کی تائید مین بعض اقوال علماء سابقین کو پیش کرتے ہین ؛

فریق مفوض معیت کی نسبت بہی وہی اعتقاد رکہتی ہین جو فریقین بالاتفاق خدا کی عرش پر ہونیکی نسبت اعتقاد رکہتے ہین وہ یہہ کہتے ہے کہ جیسا خداتعالی عرش پر ہے ویسا ہی وہ ہمارے ساتھہ ہے ۔ اسکی حقیقت کا علم بہی خدا ہی کے سپرد ہی اور اوس سے سوال بدعت ہے اسکی تاویل (یا تفسیر) ضلالت ہے اسکی معیت کو معیت مخلوق کی مثل سمجھنا تجسیم ہے اسکے کچھہ بہی معنی نہ ماننا اور اس سے محض لاعلم بننا تجہیل ہے اور بجواب استنباط وتاویل وتجویز لوازم باطلہ ونقل اقاویل فریق مؤول وہ کہتے ہین کہ یہہ سب تمہارے قیاس کے نتائج ہین تمنے خدا کے عرش پر ہونے کو کسی بادشاہ کے تخت پر ہونیکی مثل خیال کیا اور اوسکے ساتھہ ہونے کا انسان وغیرہ مخلوق کے ساتھہ ہونے پر قیاس کیا تب ہی ان دونون وصف کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھکر ایک کو قائم کیا دوسرے کو مٹایا اور اس فعل مین لوازم باطلہ سے کام لیا اور اپنے اور ہمارے اصول مقررہ ومسلمہ کا خلاف کیا دونون کو یکسان مجہول الکنہ نامعلوم الحقیقت قرار دیتے تو یہہ لوازم ہرگز نہ نکالتے اور نہ تاویل کرتے اور اقوال علماء جن سے تم تمسک کرتے ہو وہ کسی وجہ سے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لایق تمسک نہین ہین وہ بے دلیل بلکہ مخالف دلیل ہین و معہذا مہمل و بے معنی ہین۔

عقیدہ سلفیہ

اس باب مین جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے وہ شروع مبحث مین بصفحہ (۸) جلد ۸ و بضمن جوابات و ابحاث سابقہ بتفصیل اور بضمن خلاصہ ابحاث سابقہ بیان ہوچکا ہے اور اس سے پہلے بھی نمبر ۶ جلد ۳ مین بصفحہ ۱۲۲ وغیرہ اس کا ذکر ہے۔ اس مقام مین زیادہ تر اس امر کا بیان مقصود ہے کہ جملہ صفات خداوندی (ر معیت۔ ید۔ وجہ۔ نزول وغیرہ) کی نسبت سلف اہل سنت و اہل حدیث با وجود اسکے کہ وہ متشابہات سے ہین (جنکا علم بجز خدا کسیکو نہین ہے) ایمان کیونکر لاتے ہین اور یہان لاعلمی اور علم کا اجتماع کیونکر ہوا ہے اور انکی لاعلمی اور اہل تجہیل کی لاعلمی مین کیا فرق ہے۔ پس واضح ہو کہ جب ہم ید۔ وجہ۔ نزول۔ استوار۔ معیت وغیرہ الفاظ انسان کے حق مین بولتے یا سنتے ہین تو انکے معانی سے دو امر ہمارے خیال او مشاہدہ مین آتے ہین ایک تو ان چیزون کی حقائق و مبادی دوسرے انکے لوازم (یا نتایج) و افعال

تشریح و تمثیل

انسان کے ہاتھہ کی حقیقت و مبدء ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین رگ و ریشہ ہین اور انگلیان ناخن وغیرہ اور اوسکا فعل یا لازمہ (یا نتیجہ) اس سے کچھہ پکڑنا۔ لینا۔ دینا۔ بنانا وغیرہ۔ انسانی منہہ کی حقیقت و مبدء ایک ہڈی اور گوشت کا عضو ہے جسمین جبڑے ہین اور دانت اور زبان اور ناک آنکھین وغیرہ اور اسکا فعل و لازمہ و نتیجہ اس سے بولنا اسکے ساتھہ کسیکا مواجہ کرنا اس سے رضا ظاہر کرنا کہانا وغیرہ۔ انسانی نزول کی حقیقت و مبدء کسی بلند مکان یا رتبہ کو چھوڑکر اس سے نیچے کے مکان یا رتبہ مین منتقل ہونا ہے اور اوس کا لازمہ یا نتیجہ یہہ ہے کہ اس انسان کو اوپر والے مکان سے علم و تصرف و توجہ و شغل وغیرہ کا وہ تعلق نہین رہتا جو نیچے والے مکان سے ہوجاتا ہے۔ استواءِ انسانی کی حقیقت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و سیدہ کسی چیز پر بیٹھ جانا یا کھڑے ہونا یا قرار پکڑنا ہے اور اسکا لازمہ و نتیجہ یہ ہے کہ اس
مکان یا چیز پر اسکو پورا پورا تسلط و تملک و قدرت و نشست و برخاست وغیرہ کی تعلق ہو جاتا
ہے - انسانی معیت کی حقیقت و مبدا اسکا دوسرے انسان کے ہمراہ یا ہمرکاب یا ہم پہلو
یا ہم بستر یا ہم مجلس ہونا ہے اور اسکا لازمہ و نتیجہ یہ ہے کہ وہ اسکا مددگار اور اوسکے حال
سے خبردار ہو جاتا ہے وعلی ہذا القیاس -
اور جب ہم ان صفات یا ذات یا اشیا یا اسی قسم کے اور صفات و اشیا کا اطلاق خدا کے تئیں
قرآن و حدیث یا عام محاورات انسانی میں پاتے ہیں تو انکے معانی سے مراد ل کو جو ہمارے
خیال میں گذرتا ہے) ہم لایق تقدس خداوندی نہیں پاتے اور جو حقیقت ما نہیت و زہہ
استوا و معیت وغیرہ ہم سمجھتے ہیں اور جو معنی ہیں اور اوسکی تشریح کرچکے ہیں اوسکو ہرگز جلال
و تقدس خداوندی کے مناسب نہیں سمجھتے اسلیے ہم صفات خداوندی کی نسبت امر اول کے علم کی
نفی کرتے اور صاف کہتے ہیں کہ ہم خدا کے ہو بہو ما نند استوا وغیرہ کی حقیقت کا علم نہیں رکھتے
اور اس حقیقت کی کوئی تفسیر یا تاویل نہیں کرتے اور نہ اسکی کچھ کیفیت بیان کر سکتے ہیں
اس حقیقت کی نسبت ہمارا ایمان و علم یہی ہے کہ ہمکو اس سے لاعلمی ہے - ہاں ان صفات
و اشیاء کے معانی کے متعلق علم امر دوم سے ہم لاعلم نہیں ہیں اور خدا و رسول خطابات و
تعلیمات اعتقادیہ کو ہم الغاز (چیستان) نہیں سمجھتے کہ اس سے کچھ بھی مطلب و مراد
ہماری سمجھ میں نہ آوے - والہذا ان صفات کے معانی سے امر دوم (اصل حقائق کے انفعال
و لوازم و نتائج) کے علم کے ہم مدعی ہو جاتے اور برملا کہتے ہیں کہ ہم
خدا کی صفات کے معانی کے لوازم و نتائج کو خوب جانتے ہیں اور ان کو
اپنی صفات کے لوازم و نتائج و افعال سے مناسب اور ملتے جلتے خیال کرتے ہیں
اور کبھی ہم اسی مناسبت و میل جول کے نظر سے برملا تشبیہ کی بھی جرات کر بیٹھتے ہیں

* جو کلام ہم از خود اور اپنے عقل کے بھروسہ نہیں کرتے - بلکہ اسمیں اپنے ہادی و رہبر رشید البشر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خدا تعالی کی صفات (سمیع بصیر) کے ذکر میں اپنی آنکھوں اور کانوں کی طرف اشارہ بھی کر دیتے ہیں جس میں فعل کو فعل سے (نہ مبدا کو مبدا سے) تشبیہ مقصود ہوتی ہے اور اسی علم لوازم و نتائج کے ساتھ ہم اہل تجہیل سے ممتاز ہیں پھر ان لوازم کے سمجھنے و نکالنے میں ہم بالکل آزاد و بے قید نہیں ہیں کہ جو لوازم و نتائج انسانی صفات حقائق سے ہم سمجھتے ہیں وہ سبھی خداوندی صفات کے لوازم و نتائج قرار دیں بلکہ ہمیں شرع اور عقل دونوں کی قید ہیں ہیں لہذا جن لوازم سے شرع نے خدا کی پاکی ظاہر کی ہے یا وہ صحیح نصوص کے مخالف ہیں وہ لوازم ہم

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں آپ سے سنن ابی داؤد میں بصفحہ ۲۹۴-۱ور تیسیر الوصول میں بصفحہ ۲۷۶ مروی ہے کہ آپنے خدا کا سمیع و بصیر ہونا بیان فرمایا

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء ھذہ الآیۃ ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا الی قولہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع ابھامہ علی اذنہ والتی تلیھا علی عینیہ (ابو داؤد ص ۲۹۴)

تو اپنی انگوٹھی کو اپنے کان پر اور کلمہ کی انگلیوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھدیا جس سے مقصود یہ ہے کہ خدا تعالی کی سننے دیکھنے کو جو آنکھوں و کانوں کے افعال و لوازم ہیں) ہماری آنکھوں اور کانوں کے کام سے مشابہت و مناسبت ہے نہ یہ کہ اوسکی آنکھیں ہماری آنکھوں کی طرح جسم یا اعضاء و آلات ہیں ایسا ہی آپ سے تاریخ امام بخاری و سنن ابی داؤد میں بصفحہ ۲۹۴ منقول

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحک انہ عرش اللہ عرشہ علی سمواتہ ھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیئط بہ اطیط الرحل بالراکب (ابی داؤد ص ۲۶۴)

ہے کہ آپنے خدا تعالی کا عرش پر ہونا بیان فرمایا تو اسمیں یہ ارشاد کیا کہ عرش اسکے سبب ایسا چرچراتا ہے جیسا سوار کے سبب پالان چرچراتا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ خدا کے عرش پر ہونیکا لازمہ و نتیجہ ہے عرش کا مغلوب و مقہور اور خدا کے تحمل سے عاجز ہو جانا

اسنے بھی ای عیب ... بسبب ... بوجھ کو اٹھا نہیں سکتا اور اوسکے بوجھ سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہرگز کسی حقیقت خداوندی سے نہین نکالتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہین کہتے کہ خدا کے عرش پر ہونے یا اوسکی طرف ارواح ملایکہ انبیاء کے چڑہنے یا اوسکی طرف اوپر کو اشارہ کرنیسے اسکا زمین مین اور بندون کے ساتھہ نہونا لازم آتا ہے - ایسا جن لوازم سے شرع بالکل ساکت ہے اور عقل انکی تجویز کی اجازت نہین دیتی انکو بھی ہم ربا وجودیکہ ہم عقل کو حاکم نہین جانتے) صفات خداوندی کے لوازم نہین سمجہتے و بناءً علیہ ہم ہرگز نہین کہتے کہ خدا کے لئے موتہہ کے ہونیسے اسکا کہانا پینا رونا وغیرہ جو شرعاً ثابت نہین ہے لازم آتا ہے علی ہذا القیاس لیس تبا ؟!

قولہ رحمہ اللہ قال الخطابی لیس المراد منہ تحقیق ہذہ الصفۃ ولا تحدیدا علی ہذہ الہیئۃ انما ھو کلام تقریب اریدبہ تقریر عظمۃ اللہ - قولہ رحمہ لیا لظ معناہ انہ یعجز عن احاطۃ وتعالی اللہ ان یکون مشبہا بشیئ او مکیفا بکیفیۃ قولہ رحمہ یضع ابہامہ قال البیہقی المراد بالاشارۃ تحقیق الوصف للہ بالسمع والبصر فاشار الی محل السمع والبصر منا لاثبات السمع والبصر للہ تعالی ولیس فی الخبر اثبات الجارحۃ تعالی عن شبہہ المخلوقین قال الخطابی وضعہ اصبعہ علی اذنہ و عینہ لاثبات صفۃ السمع والبصر لا اثبات الاذن و العین لانہما جارحتان واللہ سبحانہ وتعالی موصوف بصفاتہ منفی عنہ ما لا یلیق بہ من صفات الادمیین -
(زہر الربی علی المجتبی سیوطی)

جو اجرا کرتا ہے نہ یہہ کہ خدا تعالے کو اوس سے اوٹہایا ہوا ہے اور وہ خدا کی وجہ سے جڑا ہے امام ابو الحسن بیہقی و امام ابو سلیمان خطابی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہ متقدمین و متاخرین نے ان احادیث کے ذیل مین خدا کے لئے اعضا اور اسکے عرش پر محمول ہونے سے تنزیہ و نفی کی ہے مگر جو اس حدیث مین صریح الفاظ اور فعل سے تشبیہ پائی جاتی ہے (جس سے سب اہل تفویض تبری و تحاشی کرتے ہین چنانچہ نمبر ۱۲ مین منقول ہو چکا ہے) اسکی ایسی وجہ (جسسے خدا کی تشبیہ بمخلوق سے برات ہو) کسی نے بیان نہین کی یہہ وجہ جو ہم نے بیان کی ہے حضرت شاہ ولی کے کلام سے مستفاد ہے ناظرین اہل علم اس وجہ کو بیان کو غنیمت سمجہکر اسکی قدر کرین اور اسکی صلہ مین پہلے حق جل وعلی سے ہم الاسرار کا پیہہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے ہر خادم القوم رسالہ اشاعۃ السنہ کا جسکے ذریعہ ہم ایسے دقیق اسرار احادیث

[illegible]

ابن

© rasailojaraid.com

علی ہذا الاصل خدا کے ہاتھہ سے ہم اسکا دنیا اور آدم و یا آسمان کو بنانا سمجھتے ہین اور خدا کے مونہہ سے اسکا قیامت کے دن مومنون کو اپنے دیدار سے مشرف فرمانا۔ اور اون سے خوشی و رضا سے خطاب کرنا۔ اور اسکے عرش پر مستوی ہونیسے وہان سے اوسکے احکام جاری ہونا وہان ملایکہ مقربین وغیرہ اصفیا کا حضوری دربار کے لئے حاضر ہونا اور اوسکے آسمان دنیا پر نزول فرمانے سے اسکا مومنون کی حال پر خاص توجہ کرنا۔ اور اسکے بندون کے ساتھہ ہونے سے اسکا حالات بندون سے واقف و مطلع ہونا اور انکی مدد کرنا و علی ہذا القیاس و معہذا ان معانی ہین کو ہم ید وجہ استوا۔ نزول و معیت کے اصل حقایق قرار نہین دیتے اور ان حقایق کو ان معانی مین منحصر و محدود نہین سمجھتے جیسے مولین معیت علم و نصرت کو حقیقت معیت قرار دیتے ہین اور اسکو اسمین منحصر و محدود سمجھتے ہین بلکہ ہم انکے حقایق کا علم خدا کے سپرد کرتے ہین ان معانی کو ان حقایق کے لوازم و نتایج سمجھتے اور اس وجہ سے ہم جہمیون و معتزلہ و جمیع منکرین صفات سے (جو اصل حقایق صفات باری کی نفی کرتے ہین اور ان ہی تاویلی معانی کو (جو اصل حقایق کے لوازمات سے ہین) ان صفات کے حقایق قرار دیتے ہین) ممتاز ہین۔

اس تفصیل عقیدہ سلفیہ کے اصول (تفویض و عدم تاویل و تفسیر و عدم تشبیہ و اعتراف عدم ادراک حقیقت و کیفیت وغیرہ) تو اکثر تالیف و رسایل اہل تاویل و اہل تفویض مین موجود ہے (چنانچہ عبارات منقولہ نمبر ۱۲ - جلد ۷ و نمبر ۱ جلد ۸ اسپر شاہد ہین) ولیکن جو حقایق اور لوازم معانی صفات خدا وندی کی تشریح اور لاعلمی و علم مین باہم تمیز و تفصیل ہمنے بیان کی ہے یہہ ہمنے بجز تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے کہین نہین دیکھی اسمقام مین جناب ممدوح کا کلام اپنے بیان کی تائید مین نقل کیا جاتا ہے اور چونکہ آپ کا ہر فن مین کمال مسلم اہل کمال ہے اور آپکی امانت و استقامت مین مسلم اہل استقامت ہے لہذا امید ہے کہ اپکی کلام کو فریقین قول فیصل سمجھینگے اور اسباب مین آیندہ کیجہہ چون و چرا نکرینگے ۔

© rasailojaraid.com

آپ کتاب مستطاب حجۃ اللہ البالغۃ مین (جو واقعی اسم بامسمی ہے اور مصداق قول خداوندی

باب الایمان بصفات اللہ تعالیٰ۔ اعلم انّ من اعظم انواع البر الایمانُ بصفات اللہ تعالیٰ واعتقادا تصافہ بہا فانہ یفتح بابا بین ہذا العبد وبینہ تعالیٰ ویعدّہ لانکشاف ما ہُنالک من المجد والکبریاء واعلم ان الحق تعالیٰ اجل من ان یقاس بمعقولٍ او محسوسٍ او یحل فیہ صفاتٌ کحلول الاعراض فی محالہا او یعلمہ العقولُ العامیۃ او تبیّنہ الالفاظ العرفیۃ ولا بد من تعریفہ الی الناس لیکملوا مکّمالہم الممکن لہم فوجب ان یستعمل الصفات بمعنی وجود غایاتہا لا بمعنی وجود مبادیہا بمعنی الرحمۃ افاضۃ النعم لا انعطاف القلب والرقۃ وان تستعار الفاظٌ تدل علی تسخیر الملک لمدینتہ لتسخیرہ لجمیع الموجودات اذ لا عبارۃ فی ہذا المعنی افصح من ہذہ —

فلیمد الحجۃ البالغۃ) بصفحہ ۶۳ فرماتے مین کہ خدا تعالی کی شان اس سے بالاتر ہے کہ اس کا کسی چیز پر جو عقل یا حواس مین آسکے قیاس کیا جاوے یا یہہ کہ اسمین صفات کا ایسا حلول ہو جیسے اعراض (اوصاف قایم بغیر) کا اپنے محلول مین حلول ہوتا ہے یا یہہ کہ اسکو عام لوگون کی عقلین پاسکین یا یہہ کہ اسکو عرفی الفاظ بیان کرسکین اور یہہ بہی ضروری امر ہے کہ لوگون کو (کچہہ نہ کچہہ) اسکی معنی بتائین تاکہ جو اس باب مین انکے لئے کمال (علمی) ممکن وہ انکو حاصل ہو۔ لہذا واجب ہوا کہ خدا کے لئے صفات کا استعمال اس معنی کر ہو کہ خدا تعالی مین ان صفات کے نتایج و لوازم موجود ہین نہ اس معنی کر کہ ان صفات کی مبادی* (وہ حقایق جو صفات مخلوق پائے جاتے ہین اور وہ اجسام و اعضا یا انکی صفات ہین) اسمین موجود ہین بناءً علیہ خدا کی رحمت کے معنی میلان خاطر اور نرمی دل کے نہ لئے جاینگے

* اسی معنی کر مبادی کی جناب شاہ صاحب نفی کرتے ہین نہ مطلق حقایق کی۔ چنانچہ آپکا کلام آئندہ جو نہیں بہی ہین تیری کے تائید اور متکلمین کے جواب مین آپنے فرمایا ہے اسپر شاہد ہے لہذا کوئی صاحب اس کلام کے نظر سے شاہ صاحب کو بدگمانی کہنہ

© rasailojaraid.com

وان یستعمل تشبیہاتٌ بشرط
ان لا یقصد الیٰ انفسہا بل الی
معان مناسبۃٍ لہا فی العُرف
فیرادُ ببسط الید الجود مثلاً وبشرط

بلکہ فیضان نعمت کے معنی لئے جائینگے۔ اور یہہ بھی واجب ہوا کہ
جو الفاظ بادشاہ کے اپنے شہر پر مستلط ہونیکے معنی بتاتے ہیں
وہی الفاظ خداتعالیٰ کے اپنی مخلوق کو مسخر کرنیکے معنی کے لئے
استعمال ہوں کیونکہ اس معنی تسخیر کے لئے ان الفاظ
سے بڑہکر فصیح اور کوئی لفظ نہیں ہے جیسے لفظ استوا بر عرش ہے جو تمام مخلوقات موجودات پر
تسخیر و تسلط سے خبر دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کی کرسی جو عرش کی نسبت بمنزلہ ایک گاہ ہے تمام آسمانوں اور زمین پر محیط
ہے پس جب کہ (عرش) اور یہہ بھی واجب ہوا کہ اس مقام میں تشبیہات# کو کام میں لاویں

\# جو اس سیلانی زمی کے لوازم و نتائج سے ہیں —

\# اس تشبیہ کے واجب ہونے کی وجہ یہہ ہے کہ عام خلائق تشبیہ افعال و لوازم کے بغیر
خدا کی کسی صفت کو سمجھہ نہیں سکتے بلکہ سچ پوچھو تو وہ خدا کے وجود کو بھی اسی تشبیہ کے ذریعہ
سے سمجھتے ہیں۔ وہ کوزہ کو دیکھہ کر کوزہ گر کے وجود کو سمجھتے ہیں تو اسی سے وہ عالم
کو دیکھہ کر صانع عالم کے وجود کا یقین کرتے ہیں اور وہ اپنے آپ میں سننا۔ بولنا۔
قادر ہونا پاتے ہیں تو اسی سے خدا کے بولنے قادر ہونیکا یقین کرتے ہیں۔ اور خداتعالیٰ
نے بھی قرآن وغیرہ کتب سماوی میں اپنے وجود اور جملہ صفات کو بیان فرمایا ہے تو
ان ہی الفاظ اور اسی پیرایہ میں جسمیں تشبیہ موجود ہے و مع ذلک یہہ بھی فرمایا کہ اسکی مثل کوئی
چیز نہیں جسمیں یہہ ہدایت ہے کہ جو اسکی کلام میں تشبیہ پائی جاتی ہے وہ فعل کو فعل سے تشبیہ
ہے۔ نہ اوسکی ذات یا صفات کو ذات یا صفات مخلوق سے تشبیہ **امام فخرالدین رازی**
(جنکے علوم و کمالات کے وہی قدردان ہیں جو خود علوم سے آشنا ہیں وہ امام ذوالمقام
ہوتے تو فلسفہ دان مسلمان فلسفہ کو دین بنا لیتے) اپنی کتاب **مطالب عالیہ** کے
فصل سوم قسم دوم کتاب النبوات میں فرماتے ہیں داعی (یا ہادی) کو یہہ امر
جائز نہیں کہ وہ خدا کے وجود و صفات کے

الفرع الثانی انہ لا یجوز ان یصرح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا یوہم المخاطبین ایہاما صریحا انہ فی الذوات البہیمیۃ وذلک یختلف باختلاف المخاطبین فیقال یری ویسمع ولا یقال یذوق ویلمس وان یشمّ

مگر اس شرط سے کہ ان تشبیہات میں عین وہ اشیا جنمیں تشبیہات کا استعمال ہوا ہے مراد نہون بلکہ انکی لازمی اور مناسب معنی (رہا تو اعلیہ) جیسے خدا کے ہاتھون کو فراخ کہا گیا ہے اس سے سخاوت مراد ہوگی جو فراخی ہاتھ سے مناسبت رکھتی ہے نہ اس انسان کے ہاتھون سے تشبیہ جو دینے کیوقت اپنے ہاتھ کو پھیلا دیتا ہے اور اس شرط سے کہ اس محاورہ کے مخاطبون کو بدیہہ کھلم کھلا وہم نہ گذرے کہ اس (خداوند تعالی) کا دامن تقدس حیوانیت کی آلودگی مین ہے اور یہہ امر اختلاف مخاطبین کے لحاظ سے مختلف ہوجاتا ہے اور لہذا بلحاظ ان مخاطبین کے جو سننے دیکھنے کے الفاظ سے خدا کو جسم نہ سمجھین یہہ کہا جائیگا کہ (خدا) دیکھتا اور سنتا ہے اور یہہ نہ کہا جائیگا کہ وہ چکھتا ہے اور چھوتا ہے کیونکہ اسمین انکو ضرور جسمانیت کا گمان ہوگا

بالتنزیہ المحض لان قلوب اکثر الخلق تنفر عن قبول مثل ہذا الکلام اذا وقع التصریح بہ فاذن لک سببا لنفرۃ اکثر الخلق عن متابعۃ ما الواجب علیہ تبیین انہ سبحانہ منزہ عن شبہات المحدثات ومشابہۃ الممکنات کما قال لیس کمثلہ شیء وہو السمیع البصیر ثم بعد ذلک یقول وہو القاہر فوق عبادہ الیہ یصعد الکلم الطیب الرحمن علی العرش استوی ویمنعہم عن البحث عن ہذہ المضائق والخوض فہذا القانون لو کان من اذکیاء المحققین والعقلاء المغلقین فانہ یعۃ لہ واو یقف علی حقائق الاشیاء (المطالب العالیہ فی الحکمۃ المتعالیۃ)

بیان مین محض تنزیہہ کا م لے کیونکہ عامہ خلائق کے دل ایسی کلام کے قبول کرنے سے نفرت کرتی ہین کیونکہ وہ اس سے کچھ سمجھ نہین سکتے۔ اسپر یہی واجب ہے کہ وہ پہلے مخلوقات کی مشابہت سے خدا کی پاکی بیان کرے چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ اسکی مثل کوئی چیز نہین۔ اسکے بعد وہ خدا کی صفت مین یہہ کہے کہ وہ خدا بندون کے اوپر غالب ہے اسکی طرف پاک کلمے چڑہتے ہین یا وہ عرش پر مستوی ہے (یعنی وہ الفاظ جنمین افعال و لوازم مین تشبیہ پائی جاتی ہے) اور لوگون کو انکے حقایق کی بحث سے روکے بجز اون ذکی محققین کے جو حقایق اشیا پر مطلع ہوسکتے ہین *

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

افاضة كل معانٍ متفقةٍ في امرٍ باسمٍ كالرزاق والمصوّر وان يُسلب عنه كل ما لا يليق به لاسيّما ما يقول به الظالمون في حقه مثل لم يلد ولم يولد وقد اجمعت الملل السماويّة قاطبتها على بيان الصفات على هذا الوجه وعلى ان تستعمل تلك العبارات على وجهها ولا يُبحث عنها اكثر من استعمالها على هذا مضت القرونُ المشهودُ لها بالخير ثمّ خاض طائفة من المسلمين في البحث عنها وتحقيق معانيها من غير نصٍّ ولا برهانٍ قاطع قال النبي صلى الله عليه وسلم تفكروا في الخلق ولا تفكروا في الخالق وقال في قوله تعالى وان الى ربك المنتهى لا فكرة في الرب فالصفات ليست بمخلوقاتٍ محدثاتٍ والتفكر فيها انما هو ان الحق كيف اتصف بها فكان تفكرًا في الخالق۔

اور یہہ بھی واجب ہوا کہ خدا کے ہر ایک فیضانِ نعمت کو جو کسی امر کے متعلق ہو (مثلا روزی دینے کے یا صورت بنانے کے) خاص خاص ناموں سے جیسے رزاق مصور وغیرہ نامزد کیا جاوے اور یہہ بھی واجب ہے کہ جو صفت یا نام اسکے شایان شان نہو (وہ جس سے شرع نے یا عقل نے اسکی پاکی بیان کی ہے) اسکو اسکی ذات سے مٹایا جائے خصوصًا وہ صفات یا نام جو ظالم اسکے حق میں بولتے ہیں جیسے جننا جسکو اس قول خداوندی نے مٹایا ہے کہ اُس نے کسیکو نہیں جنا اور نہ اسکو کسی نے جنا ہے آسمانی مذاہب کے سبھی لوگ اس طور پر صفات خداوندی کو بیان کرنے اور ان الفاظ کو اسطرح پر جیسے وارد ہیں استعمال کرنی اور اس سے بڑھکر انسے بحث نکرنے پر متفق چلے آتے ہیں اور وہ زمانے (قرون ثلثہ) جنکے حق میں آنحضرت نے بہتر ہونیکی شہادت دی ہے اسی طریق پر گذرے ہیں انکے بعد مسلمانوں میں سے بعض لوگ (متکلمین) ان الفاظ کے ٹٹولنے اور بلا نص شارع و بلا دلیل انکے حقائق کے باریکیاں نکالنے میں غوطہ مارنے لگے (وہ جو کہتے ہیں کہ ید سے صرف قدرت مراد ہے اور استوا سے صرف استیلا وغیرہ) آنحضرت یہہ فرما چکے ہیں کہ مخلوق میں فکر کرو خالق کے حالات وصفات میں فکر نکرو خدا نے فرمایا تیرے رب کی طرف عقل اور فکر کے دوڑ کو بس ہوجاتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور کہا گیا ہے کہ خدائے تعالی کی ذات و صفات میں فکر نہیں ہے +

اسکے بعد جناب ممدوح نے ترمذی کا وہ قول نقل کیا ہے جو بصفحہ (۱۰) نمبر (۱) منقول ہوچکا ہے پھر فرمایا ہے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وقال الحافظ ابن حجر لم ینقل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا من احد من الصحابة من طریق صحیح التصریح لوجوب تاویل شیء من ذلک یعنے المتشابهات ولا المنع من ذکره ومن المحال ان یامر الله نبیه بتبلیغ ما انزل الیه من ربه وینزل علیه الیوم اکملت لکم دینکم ثم یترک هذا الباب فلا یمیز ما یجوز نسبته الیه تعالی مما لا یجوز مع حثه علی التبلیغ عنه بقوله لیبلغ الشاهد الغائب حتی نقلوا اقواله وافعاله واحواله وما فعل بحضرته فدل علی انهم اتفقوا علی الایمان به علی الوجه الذی اراده الله تعالی منها ووجب تنزیهه عن مشابهة المخلوقات بقوله لیس کمثله شیء فمن اوجب خلاف ذلک بعدهم فقد خالف سبیلهم انتهی۔

اور کسی صحابی سے بسند صحیح منقول نہیں کہ ان متشابہات (صفات باری) کی تاویل واجب ہے اور نہ یہہ منقول ہے کہ اونکا ذکر و بیان خدا کے حق میں منع ہے۔ اور یہہ امر محال ہے کہ خدا تعالی اپنے نبی کو تبلیغ احکام کا حکم دے اور خود قران مجید میں یہہ فرما دے کہ میں نے تمہارے دین کو پورا کردیا ہے پھر وہ ان باتوں کو جنکا خدا کی طرف منسوب کرنا جایز ہو ان باتوں سے جنکا ذکر نا جائز ہو تمیز نکردے۔ باوجودیکہ آنحضرت بھی اپنے صحابہ کو رغبت دلا چکے تھے کہ جو انمیں حاضر الوقت ہیں وہ غائب اشخاص کو آپکے احکام پہنچا دیں۔ ولہذا آپکے اصحاب نے آپکے افعال و اقوال و حالات اور جو کچھہ آنحضرت کے سامنے ہوا سبھی کچھہ نقل کردیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سب ایمان بصفات ان معنی کر جنکا خدا نے ارادہ کیا اور مخلوقات کی مشابہت سے اس قول سے کہ اسکی مانند کوئی چیز نہیں ہے انکے منزہ کا حکم دیا ہے متفق چلے آئے ہیں۔ پس جو انکے بعد اسکے خلاف کو ضروری سمجھے اور ان صفات میں تشبیہ سے بچنے کے لیے تاویل کرے وہ

© rasailojaraid.com

اُن سب کی راہ سے مخالف ہے قول حافظ ابن حجر تمام ہوا - میں (جناب مولینا

اقول ولا فرق بين السمع والبصر والقدرة
والضحك والكلام والاستواء فان
المفهوم عند اهل اللسان من كل ذلك
غير ما يليق بجناب القدس هل في الضحك
استحالة الا من وجه انه يستدعي الفم وكذلك
الكلام وهل في البطش والنزول استحالة
الا من وجه انهما يستدعيان اليد والرجل
وكذلك السمع والبصر يستدعيان الاذن
والعين والله اعلم واستطال هؤلاء
الخائضون على معشر اهل الحديث وسموهم
مجسمة ومشبهة وقالوا هم المتسترون
بالبلكفة وقد وضح علي وضوحا بينا ان
استطالتهم هذه ليست بشيء وانهم
مخطئون في مقالتهم رواية ودراية
في طعنهم ائمة الهدى تفصيل ذلك ان
ههنا مقامين احدهما ان الله تبارك وتعالى
كيف اتصف بهذه الصفات وهل هي زائدة او عين
ذاته وحقيقة السمع والبصر والكلام وغيرها
فان المفهوم من هذه الالفاظ بادي الراي
غير لائق بجناب القدس والحق فهذا المقام

حضرت ثناء اللہ صاحب. فرماتے ہیں) کہتا ہوں خدا
کی صفات سننا دیکھنا قادر ہونا ہنسنا بولنا عرش
پر مستوی ہونا سبھی یکساں ہیں ان سب کے
معنے جو اہل لسان (اپنی حال کے مناسب)
سمجھتے ہیں وہ جناب باری کے لایق نہیں ہیں
پھر یہہ لوگ ان صفات میں فرق کیوں کرتے
ہیں کہ بعض کو (جیسے قادر ہونا بولنا) مانتے اور
بعض کی (جیسے سننا عرش پر ہونا) نفی وتاویل
کرتے ہیں - انکے نزدیک ہنسی میں مشکل ہے تو
یہی ہے کہ اوسکے لئے موہنہ بکار ہے حالانکہ
ایسا ہی کلام کرنے کے لئے موہنہ بکار ہے
پھر وہ لوگ کلام خداوندی کو کیوں مانتے ہیں
انکے نزدیک پکڑنے اور اوترنے میں یہی
مشکل ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں کے مقتضی ہیں
حالانکہ ایسا ہی سننا دیکھنا کان آنکھ کے مقتضی
ہیں پھر وہ خدا کے دیکھنے سننے کے کیوں قائل
ہیں - ان ٹٹولنے والوں (متکلمین) نے
گروہ اہلحدیث (مفوضین غیر مؤولین) کے
حق میں زبان درازی کی ہے اور انکا مشبہہ
او مجسمہ نام رکھا ہے اور اونکی نسبت کہا؟

© rasailojaraid.com

کہ انہون نے لفظ بلا کیف کو پردہ (یا آڑ) بنایا ہوا ہے۔ اور درحقیقت یہہ لوگ مجسم ہین (و لیکن) مجھے یہہ امر بخوبی معلوم ہوا ہے کہ انکی اس زبان درازی کی کچھہ اصل نہین ہے اور وہ اس گفتگو مین اور بہت سے اماموں (اہلحدیث) پر طعن کرنے مین بشہادت نقل و عقل خطا پر ہین۔ اسکی تفصیل یہہ ہے کہ یہان **دو مقام** (بحث طلب ہین) **ایک** یہہ کہ خدا ان صفات سے کیونکر موصوف ہے وہ صفات اسکی ذات سے جداگانہ ہین یا عین ذات اور انکی حقیقت کیا ہے۔ کیونکہ جو معنے ظاہر ان الفاظ سے (مناسب بحال مخلوق) ہماری سمجھہ مین آتے ہین وہ خدا کے شایان شان کبریائی نہین ہین

اِس سوال کے جواب مین حق یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتکلم فیہ بشیٔ بل حجر امتہ عن التکلم فیہ والبحث عنہ فلیس لاحد لنا ان یقدم علی ما حجرہ والثانی انہ ای شیٔ یجوز فی الشرع ان نصفہ تعالی بہ وای شیٔ لا یجوز ان نصفہ بہ والحق ان صفاتہ واسماؤہ توقیفیۃ بمعنی انا وان عرفنا القواعد التی بنی الشرع بیان صفاتہ تعالی علیہا کما حررنا فی صدر الباب لکن کثیرا من الناس لو ابیح لہم الخوض فی الصفات لضلوا واضلوا وکثیرا من الصفات وان کان الوصف بہا جائزا فی الاصل لکن قوما من الکفار حملوا تلک الالفاظ علی غیر محملہا وشاع ذلک فیما بینہم فکان حکم الشرع

وسلم نے اجازت تاویل کی بابت کچھہ ارشاد نہین فرمایا کہ وہ صفات ذات باری سے علیحدہ کانہ ہین یا عین ذات۔ اور انکی حقیقت کیا ہے بلکہ اپنی امت کو بھی اس بحث کرنے سے روکدیا ہے پس جس امر سے شارع نے روکدیا ہو اوس سے کسیکو بحث کرنیکا کب اختیار ہے پھر وہ متکلمین ان امور سے کیون بحث کرتی ہین کہ وہ صفات نہ عین ذات باری ہین نہ غیر اور انکی حقیقت بجز ان لازمی تاویلی معنی کے اور کچھہ نہین ہے۔ اور جو لوگ انکے حقیقی معنی پر ایمان لاتے ہین وہ مجسم ہین۔

دوسرا مقام بحث طلب یہہ ہے کہ منجملہ صفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

النہی عن استعمالها دفعاً للتالث المفسدة
وكثير من الصفات يوهم استعمالها على
ظواهرها خلاف المراد فوجب الاحتراز عنها
فلهذا الحكم جعلها الشرع توقيفية
ولم يبح الخوض فيها بالرائ وبالجملة
فالضحك والفرح والتبشبش والغضب
والرضا يجوز لنا استعمالها والبكاء والخوف
ونحو ذلك لا يجوز لنا استعمالها و
ان كان المأخذان متقاربين انتهى

کس صفت کا خدا کی نسبت استعمال کرنا جایز ہے۔ کونسی صفت کا اطلاق ناجایز۔ اس سوال کے جواب مین حق یہ ہے خدا کے نام اور صفتین بہی توقیفی ہین (جو اوسکے واقف کرنے سے معلوم ہوسکین) پس جو صفت خدا نے اپنی نسبت فرمائی ہو بجز اسکے کسی اور صفت کا خدا کی نسبت بولنا جایز نہین ہے کیونکہ اگرچہ اسمایٔ ہین وہ قواعد جنپر بنایٔ صفات کی بنا ہے معلوم ہین (چنانچہ شروع باب مین ہم بیان کر چکے ہین) ولیکن اگر ان قواعد کے موافق استعمال صفات کے عام لوگون کو اجازت دی جائے تو عام لوگ ان قواعد سے صفات نکالنے مین خود گمراہ ہو جائین اورون کو گمراہ کردین اور بہت سی صفات ایسے ہین کہ اگرچہ اصل معنی کے نظر سے خدا کے حق مین انکا بولنا جایز ہے۔ ولیکن بعض کفار نے انکے ایسے معانی مراد ٹھہرا رکہے ہین جو شایان شان کبریائی نہین ہین۔ (جیسے لفظ ابن واب جو خدا تعالی اور اوسکے خاص بندون کی نسبت عیسائی لوگ استعمال کرتے ہین) اسلئے شرع نے ان کے استعمال سے منع کر دیا ہے تاکہ اس امت مین بہی وہ فساد نہ پہیل جاوے۔ اور بہتیرے صفات ایسے ہین جنکے ظاہری معنی مرادی معنی کے مخالف خیال مین آتے ہین انسے بچنا بہی ضروری ہے۔ اس نظر سے شرع نے ان صفات کو توقیفی ٹہہرایا ہے اور رائے سے صفات تجویز کرنے سے منع کر دیا۔ بالجملہ ہنسنے خوش ہونے بشاشت ظاہر کرنے غصہ ہونے راضی ہونے کا استعمال خدا کے حق مین جایز ہے۔ رونے ڈرنے کا استعمال جایز نہین اگرچہ ان دو قسم کے صفات کا ماخذ (اصل اصل جنسے وہ ماخوذ ہین) قریب ہے اسکے بعد

© rasailojaraid.com

جناب شاہ صاحب مرحوم نے متکلمین کے مقابلہ مین ان صفات کے اور لازمی معنی بیان کئے ہین اور انکی بیان سے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جن معانی کو متکلمین ان صفات کی حقیقی معانی سمجھتے ہین انکے حقیقی معنی اور مراد خداوندی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے اور انکو ان معانی پر جو شاہ صاحب نے بیان کئے ہین کوئی ترجیح نہین ہے۔ ہمنے ان معانی کی تفصیل سے بخوف تطویل قلمکو روک لیا ہے اور جسقدر حجۃ اللہ البالغہ سے جناب ممدوح کا کلام منقول ہوا ہے وہ ہمارے بیان کا مؤید ہے ایسا ہی۔ ۱۔ اپنے اُس رسالہ مین جو قول شیخ ابن تیمیہ کی توجیہ اور انکی حمایت مین اپنے تالیف کیا ہے فرمایا ہے ہمین بجائے دو مقام بحث طلب کے تین مقام تجویز کرکے فرماتا ہے۔ مقام اول یہہ ہے کہ بحکم توقیف (اطلاع) شارع کس صفت کا اطلاق روا ہے نام جناب باری جایز ہے کس کا اطلاق ناجایز ہے اسکے جواب مین حق یہہ ہے کہ خدا تعالی نے بجانب بالا مین اپنا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا مقام یہہ کہ اوس کلام سے جسمین یہ صفات مذکور ہین بحکم عقل حقیقی معنی لینا جایز ہے یا مجازی اسکے جواب مین حق یہہ ہے کہ اس کلام سے بحکم عقل ظاہری معنے (جو ہماری سمجھ مین اُسکے حقیقی معنے معلوم ہوتے ہین) ہرگز مراد نہین تیسرا مقام یہہ ہے کہ ان صفات کی تاویل واجب ہے یا انکے ایسے ظاہری معنی پر (جنکو ہم خدا کے حق مین مقرر نہ کر سکین) ٹھہرانا جایز ہے اسکے جواب مین

وقد ذکر انہ (یعنی الشیخ ابن تیمیہ) قال ان اللہ تعالی فوق العرش والتحقیق ان فی ہذہ المسئلۃ ثلاث مقامات احدہا البحث عما یصح اثباتہ للحق توقیفا وعما لا یصح توقیفا والحق فی ہذہ المقام ان اللہ تعالی اثبت لنفسہ جہۃ الفوق وان الاحادیث متظاہرۃ علی ذلک وقد نقل الترمذی ذلک عن الامام مالک ونظرائہ وثانیہا ان العقل ہل یجوز کون مثل ہذا الکلام حقیقۃ او یوجب حملہ علی المجاز والحق فی ہذا المقام ان العقل یوجب انہ لیس علی ظاہرہ فی نفس الامر وثالثہا انہ ہل یجب تاویلہ او یجوز وقفہ علی ظاہرہ من غیر تعیین المراد والحق

فانہ لم یثبت فی حدیث صحیح او ضعیف انہ یجب تاویلہ وانہ لا یجوز استعمال مثل تلک العبارات من الامۃ

حق یہہ ہے کہ اونکی تاویل واجب نہین ہے۔ اور نہ ان الفاظ کا استعمال کرنا منع ہے۔ پہر اسکی تایید مین امام ابن حجر کا کلام مذکور نقل کیا ہے۔ پہر کہتا ہے

وکلام ابن تیمیہ محمول علی المقام الاول والثالث واذا رجعنا الی الوجدان فلا شک ان اللہ تعالی خصوصیۃ مع العرش لیست مع غیرہ من مخلوقاتہ لا نجد عبارۃ فی ذالک افصح واقرب من الاستواء علی العرش کما انا لا نجد عبارۃ فی انکشاف المسموعات والمبصرات افصح من السمع والبصر واللہ اعلم بحقایق الامور رسالہ شاہ ولی اللہ علی ما نقلہ عنہا صاحب الانتقاد الرجیح

کہ شیخ ابن تیمیہ کا خدا کو عرش پر کہنا اسی پر ہے جو ہمنے پہلے اور تیسرے مقام مین کہا ہے (کہ یہہ صفت خدا و رسول کے کلام سے ثابت ہے۔ اور اسکے معانی پر جو خدا کے شایان شان ہین اور وہ خصوصیات ساتھ بتلائے نہین جا سکتے۔ بلا تاویل ایمان لانا واجب ہے) اور جب ہم اپنے دل کی طرف رجوع کرتے ہین تو اسمین شک نہین پاتے کہ خدائے تعالی کو عرش سے ایسی خصوصیت ہے جو اور مخلوقات سے نہین ہے اور اوس خصوصیت کو بیان کرنے کے لیئے ہم استوار سے بڑہکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے جیسے سننے اور دیکہنے کے لایق چیزون کے معلوم ہونے کے بیان کے لیئے ہم سمع وبصر سے بڑہکر کوئی فصیح لفظ نہین پاتے و مع ہذا خدا ہی تعالی اپنی صفات وغیرہ کے حقایق و مراد کو ہمسے بہتر جانتا ہے اب ہمارے زمانہ کے مدعیان اتباع سلف حضرت شاہ صاحب مرحوم جنکو وہ ابتک جہمی و مبتدعی نہین سمجہتے بلکہ سنی وسلفی و اثری خیال کرتے ہین ان کلمات طیبات کو انصاف سے پڑہین۔ اور اونکے معانی مین غور کرکے فرماتین کہ یہہ کلمات ہمارے بیان و اعتقاد کے موید ہین یا ان حضرات کے گمان و اجتہاد کے اور بشہادت ان کلمات باب صفات مین سلف صالحین کا عقیدہ کیا ہے وہ جو ہمارا بیان ہے؟ یا

© rasailojaraid.com

وہ جو انکا گمان ہے ؟ **تفویض** جسکا فریقین کو دعوی ہے کسکے **اعتقاد مین** ہے
اور **تاویل** اور **تشبیہ** جس سے فریقین کو انکار ہے **کسکے بیان** سے ٹپکتی ہے
تجہیل پر کون ہی علم پر کسکا **عقیدہ** مبنی ہے اگر وہ حضرات فہم و **انصاف** سے
کام لینگے **تو** (امید ہے) وہ **یقین کرینگے** کہ **تفویض** و عدم تاویل و عدم تشبیہ
و عدم تجہیل پر وہی **لوگ ہین جو ان** صفات کے حقیقی معنی **کا علم** خدا کی **سپرد** کرتے
اور ہر ایک صفت کے **لازمی** اور مناسب مقام معنی پر اعتقاد و **ایمان رکھتے ہین** اور
ان معانی کو نہ ان صفات کے حقیقی معنی سمجھتے ہین نہ اونکو حقیقی معنی کی **تاویل** قرار
دیتے ہین نہ خدا کی ذات و صفات کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہین نہ اوس **تشبیہ** سے
بالکل انکاری ہین کہ اونکے لوازم و نتائج کو بھی مشابہ لوازم صفات مخلوق نہ کہین
نہ اونکے معانی سے محض تجہیل اختیار کرتے ہین نہ اونکے علم حقایق کے مدعی ہین و بنا بر
علیہ وہ کہتے خدا عرش پر ہے جیسا اوسکو لائق ہے جسکی حقیقت کا علم سپرد بخدا ہے اور اسکا
لازمہ و نتیجہ یہہ ہی کہ عرش سے خدا کے کام جاری ہوتے ہین اسی کی جانب خدا کے درباریونکی
حاضریان ہوتی ہین اور اسیطرف بندون کی اعمال کی رپوٹین جاتی ہین **ایسا ہی**
وہ کہتے ہین کہ خدا تعالے ہمارے ساتھ ہی جیسا اوسکو لائق ہے جسکی حقیقت کا علم
خدا کے سپرد ہے اور اوسکا لازمہ ہے کہ وہ بندون کے احوال سے واقف و مطلع ہے اور انکے
حال پر پوری عنایت و توجہ رکھتا ہے نہ **وہ لوگ جو خدا کے** عرش پر ہونے کو تو مانتے
ہین مگر اسکے بندون کے ساتھ ہونیکی نفی کرتے ہین اور علم وغیرہ سے اوسکی تاویل کرتے
ہین **اور نہ وہ لوگ** جو خدا کے عرش پر ہونیکو ایسا سمجھتے ہین جس سے وہ عرش مین محدود و
محصور ہو جائے پہر اور کہین نہو سکے اور نہ وہ لوگ جو خدا کے حق مین ایسے الفاظ (بائن مخلوق
سے جدا رہنے والا۔ زمین مین اور بندون کے ساتھ نہ ہونیوالا وغیرہ وغیرہ) بولتے ہین
جو خدا نے اپنے حق مین اور اوسکے رسول نے خدا کے حق مین استعمال نہین کیئے جنکے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اقوال مین تشبیہ و تاویل دونو کی آمیزش ہے گو وہ اس سے بیخبر ہین – اے خدا ہمارے اصلی مہنما تو ہمکو اوسی پہلے اعتقاد تفویض پر قایم رکہہ اور اسی پر مار اور اسی پر حشر کے دن اوٹہا اور اوسکے مخالف اعتقاد تاویل و تجہیل و تشبیہ سے بچا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اب ہم اس بحث کو ایک نصیحت اور ایک التماس پر ختم کرتے –

نصیحت

اس وقت کے اہل حدیث ہندوستان وغیرہ بلاد مین رسم جاری ہو رہی ہے کہ وہ تین تین برس کے لڑکون کو بغرض تعلیم یہہ پوچھتے ہین کہ خدا کہان ہے پہر اسکا جواب یہہ سکہاتے ہین کہ وہ آسمانون مین یا عرش پر ہے اور اس تعلیم کو دین قویم و سنت قدیم سمجھتے ہین مگر نفس الامر مین بچون کے لئے یہہ تعلیم نہ دین ہے نہ سنت

دین اسلئے نہین کہ وہ لڑکے خدا کے عرش پر یا آسمانون مین ہونیکو بلا تفاوت ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے اپنے باواجی یا کسی اور آدمی کے کوٹہے پر ہونے کو یا چاند سورج وغیرہ ستارون کے آسمان مین ہونے کو اسپر دلیل جسمین کسیکی عذر و تسویل کی گنجایش نہین یہہ ہے کہ جس چیز کو انسان آنکہہ وغیرہ حواس سے نہین دیکہتا اوسکا نام سنکر بالطبع و بلا اختیار قیاس و تشبیہ سے کام لیتا ہے اور بالضرور اسکے کوئی نہ کوئی خیالی صورت اپنی دیکہی ہوئی چیزون پر قیاس کرکے بنا لیتا ہے تمثیل جب کوئی شخص جسنے لنڈن شہر نہ دیکہا ہو اسکا نام سنتا ہے تو ضرور وہ اسکے مکانات و بازارون کی صورت اپنے خیال مین ایسی بنا لیتا ہے جیسی بمبئی یا کلکتہ کے مکانون یا بازارون کی صورت ہے یا جب کوئی شاہرغ یا سیمرغ کا نام سنتا ہے جو دیکہنے مین نہین آیا تو ضرور اسکی شکل چیل یا باز یا مور کی سی بنا لیتا ہے وعلی ہذا القیاس اسی طبعی اور فطرتی اصول و عادت کے موافق وہ لڑکے (جو اس اصول شرعی سے کہ خالق کا قیاس مخلوق پر جایز نہین اور خدا کی مثل کوئی چیز نہین واقف نہین ہوتے اور اس عمر مین یہہ بات وہ سمجہانے سے بہی سمجہہ نہین سکتے) جب یہہ بات سنتے ہین کہ خدا آسمانون مین ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا وہ عرش پر ہے تو وہ طبعًا اضطرارًا یہی خیال کر لیتے ہین کہ وہ آسمانون مین ایسا ہے جیسے
انکے با واجی کوٹھے پر یا چاند سورج وغیرہ ستارے آسمانون مین ہین۔ حالانکہ یہہ امر ان
حضرات معلمین کے نزدیک بہی مطلب ان آیات و احادیث کے (جنمین خدا کا آسمانون مین یا عرش
پر ہونا مروی ہے) مخالف ہے اور مراد خدا و رسول کے برعکس پہر انکے حق مین اس تعلیم کا
دین ہونا کیونکر ممکن ہے۔

یہہ تعلیم سنت اس لئے نہین کہ دوا دین سنت مین جہانتک نظر کیجاتی ہے چہوٹے
لڑکون کے لئے اس تعلیم کا انہین کہین پتہ نہین ملتا بلکہ جوان مرد و عورتون کے لئے بہی
یہہ سوال و جواب سکہانا کہین دیکہا نہین جاتا۔ جہان کہین ایمان و اسلام کی تعلیم
کتب سنت موجود ہے (جیسے حدیث سوال جبرائیل ع یا حدیث وفد عبد القیس وغیرہ مین)
وہان خدا کی واحدانیت۔ رسول کی رسالت۔ آسمانی کتب۔ قدر۔ قیامت پر ایمان لانیکی
ہدایت ہے اسکے ساتہہ اس سوال و جواب کا کہین ذکر نہین ہے (جو اسکے خلاف کا مدعی ہو وہ
کم سے کم ایک ہی ایسا موقع بتا دے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم ایمان کیوقت
یہہ سوال و جواب سکہایا ہو) اوس لونڈی کو جو آنحضرت صلعم نے پوچہا تہا کہ خدا کہان ہے
جسکے جواب مین اوسنے کہا تہا کہ وہ آسمان مین ہے وہ بہی بطور تعلیم ایمان نہ تہا بلکہ بطور امتحان
ایمان تہا (جسکی وجہ و تفصیل سابقًا مذکور ہو چکی ہے) سو بہی اتفاقی طور پر تہا نہ یہہ کہ وہ
امتحان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ مستمرہ تہا (جو اس امر کا مدعی ہو وہ بہی کم
سے کم ایک موقع ایسا اور بتا دے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال سے کسیکے
ایمان کا امتحان کیا ہو) پہر اوس تعلیم کا سنت قدیم ہونا کیونکر متصور ہے۔ ہان اسمین شک
نہین کہ اگر کوئی اتفاقًا کسی سے پوچہے کہ خدا کہان ہے (چنانچہ اس لونڈی سے
اتفاقًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچہا تہا) تو اسکے جواب مین یہہ کہنا کہ خدا
آسمانون مین ہے۔ اور جوابون کی نسبت جو اس مقام مین لشہا۔ کتاب و سنت و دیجا سکتے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ وہ ہمارے ساتھی یا وہ وہان ہی جہان اوسکے بندے ہون اولی وزیادہ تر پسندیدہ ہے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب مین اس لونڈی نے یہی جواب دیا تھا اور
اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مومنہ کہا۔ اس سے بڑھکر اس سوال جواب کی نسبت
کچھہ نہین کہا جاسکتا کہ یہہ تعلیم (یا امتحان) ایمان کا دستور العمل ہے یا بچون کو اس سوال
جواب کی تعلیم سنت یا جایز ہے لہذا اخوان دین بچون کو یہہ سوال جواب سکہا نا چہوڑ دین
اسوقت تک کہ وہ کم سے کم قران کا ترجمہ پڑہ سکین یا آیہ لیس کمثلہ شیئ کا مطلب سمجہنے لایق
ہون اور اس تشبیہ و قیاس کا جسمین وہ یہہ سوال جواب سنکر طبعًا و اضطرارًا مبتلا ہوجاتے
ہین معالجہ کرسکین۔ آیندہ اختیار ہے ہمنے حق نصیحت و اخوت ادا کردیا۔

التماس

جو صاحبان نظر تصحیح اسلامی و حب ایمانی ہمارے اس فیصلہ پہ اپنا ریویو یا ریمارک لکہنا
چاہین وہ اسکے جملہ مطالب پر پوری نظر و التفات مبذول فرمائین اور جو کچھہ مناسب سمجہین وہ
قلم مین لاوین اور اسکو ہمارے پاس بہیجدین خود بحرف زر اسکے چہاپنے کی تکلیف اوٹہاوین
یہہ تکلیف ہم گوارا کرینگے اور انکی تحریر کو بالتلخیص (بصورت طوالت) یا بعینہ (در صورت اختصار)
اپنے رسالہ مین درج کردینگے۔ اور اسپر اپنا ریمارک بہی لکہینگے تاکہ طالبین حق کو اس مسئلہ مین
مقابلہ و موازنہ کلام جانبین اچہے طور پر حق واضح ہو۔ اور اسپر رائے زنی کا پورا موقع ملے۔ اور
اگر کوئی صاحب عدم فرصتی یا اور کسی سبب سے اسکے جملہ مطالب کی طرف توجہ مبذول نفرماوین
صرف بعض مطالب پر نظر اندازی کرنا چاہین تو منجملہ مطالب فیصلہ مطالب ذیل کی طرف توجہ
کرین انکے تصفیہ سے بہی طالبان حق پر پورے طور پر حق واضح ہوسکتا ہے۔
اور اگر وہ ان اہم مطالب کو چہوڑکر اور مطالب کی طرف توجہ کرینگے تو ہم اسکو دفع الوقتی

ریویو لیورا ہے یا تقریظ ریمارک یادداشت ہیں اسلئے کہا گیا کہ قال اقول کے طور پر جوابات کو ہم پسند نہین کرتے ہین اور
قال اقول یون ہے مخاطب ہونیکو ہم تو سمجھتے ہین۔ چنانچہ ہمارا سا لہا سال کا طرز تحریر اسپر شاہد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمجہینگے - اور آمین پر بہ بارک لکہنے کو شتغال بما لایعنی خیال کرکے اسکی طرف ملتفت نہونگے

وہ مطالب یہ ہین

(۱) جملہ آیات صفات یا خاص کر آیات قرب و معیت متشابہات سے ہین یا نہین اگر کل یا بعض متشابہ نہین تو بیان فرمائین کہ سلف صالحین اور اونکے اتباع متقدمین سے (شیخ ابن تیمیہ سے پہلے) کس عالم یا امام نے کسی آیہ متضمن صفت کو محکم (غیر متشابہ) قرار دیا ہے اور اگر وہ سب متشابہات ہین تو پہر مطلب نمبر ۲ کی طرف توجہ کرین - (۲) متشابہات کی تاویل (یا تفسیر جو کچہ نام رکہو) جائز ہے یا نہین - جائز ہے تو پہر استوا وغیرہ صفات کی تاویل کیون جائز نہین اور اوسکے مرتکب کیون بدعتی وجہمی بنتے ہین ناجائز ہے تو پہر معیت کی تاویل کیون جائز سمجہی جاتی ہے - اور اوسکی تاویل نہ کرنیوالے کیون بدعتی جہمی قرار دیئے جاتے ہین (۳) معیت کی تاویل جسکو حضرات مولفین ترجمہ خود مفسرین وغیرہ سلف و خلف سے نقل کرتے ہین اوسکو سلف و خلف اس معیت کی حقیقی معنی قرار دیتے تہے یا اوسکو حقیقت معیت کے لوازم سے سمجہتے تہے اور اوسکی حقیقت کا علم سپرد بخدا کرتے تہے بشق اول بنقل صحیح وصریح سے اوسکا ثبوت دین - وبشق ثانی انصاف سے کہین کہ جو لوگ اب بہی اسکی حقیقی معانی کا علم سپرد بخدا کرتے ہین اور تاویلی معنون کو حقیقی معنی کے لوازم سے سمجہکر بحسب مقتضائے مقام مراد قرار دیتے ہین وہ جہمی و بدعتی کیون بن گئے - (۴) خدا کے عرش پر یا آسمان مین یا جانب بالا مین ہونیکے معنی و حقیقت کسی کے وہم و خیال و گمان مین آسکتی ہے یا نہین - نہین تو پہر اس سے خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتھ ہونا کیونکر لازم آتا ہے - اور اگر آسکتے ہے اور کوئی اسکی حقیقت و صورت جو اسکے خیال مین آوے قرار دیسکتا ہے تو پہر خدا کے جسم ہونے مین کیا کسر باقی رہتی ہے (۵) خدا کا مخلوق سے بائن یا جدا ہونا یا اور عرش کا اسکو نشست مکان خداوندی ہونا اور خدا کا زمین مین اور بندون کے ساتھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہونا خدا و رسول کی کلام مین صریح طور پر وارد ہے یا نہین ہے۔ تو اُن آیات و احادیث کی جنمین یہہ الفاظ وارد ہون نشان دہی کرین۔ نہین تو پہر تو انصاف سے کہین کہ لفظ بائن اور خدا کے سکونتی مکان کا منکر ہو خدا کے زمین مین اور بندون کے ساتہہ ہونیکا قائل کافر کیونکر ہوا (۶) عقلیات اور اعتقادیات (خصوصاً متعلق حالات و صفات خالق مین کسیطرح (مجتہد ہو خواہ کسی مجتہد کا مقلد صحابی ہو خواہ تابعی) تقلید جائز ہے یا نہین نہین تو جن الفاظ و صفات کا قرآن و حدیث مین نام و نشان نہین (چنانچہ مطلب نمبر ۵ کے دوسری شق مین بیان ہوا) انمین ابن خزیمہ وغیرہ کی تقلید کیون کیجاتی ہے۔ اور اگر جائز ہے تو پہر فروعات مین جو اعتقادیات سے کم رتبہ ہین کیون تقلید جائز نہین اور اس صورت مین اہل علم کے لئے اقوال متضمن حکم ترک تقلید کا کیا جواب ہے اور اہل حدیث کے مذہب مخالف اہل تقلید کی بنا کس اصول پر ہے۔

تجویز فضیلت جزئی حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا بدعت و ضلالت ہونا

مسئلہ فضیلت مرتضیٰ علیہ السلام جسمین اسوقت کے بعض اہلحدیث دو فریق (مجوز و منکر) ہو رہے ہین مسئلہ فضیلت شیخین (صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر مبنی اور اوسکی فرع ہے یا یون کہو کہ یہہ دونون آپسمین ایسے متلازم ہین کہ ایک دوسرے کے سوا سمجہہ مین نہین آسکتا لہذا پہلے فضیلت شیخین کی بحث ضروری ہے اسکے بعد مسئلہ فضیلت مرتضیٰ علیہ السلام سے بحث مناسب۔

مسئلہ فضیلت شیخین مین تین امر لایق بحث و نظر ہین جنمین بحث کرنیکے سوا اس مسئلہ مین انکشاف حق مشکل ہے جن لوگون نے اس مسئلہ مین بحث کرنیکے وقت ان امور ثلثہ کیطرف توجہ نہین کی اونہون نے سخت غلطی کی ہے بلکہ سچ پوچہو تو جس قدر نزاع اس مسئلہ فضیلت مین (فضیلت شیخین ہو خواہ فضیلت جزئی مرتضیٰ) پڑ رہی ہے وہ انہین امور مین عدم توجہی سے

* غیر نبی کے حق مین لفظ صلوٰۃ و سلام کے استعمال کو گو بعض علما منع کرتے ہین ولیکن قرآن و حدیث سے جواز ہے [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہی ہی ان امور ثلثہ کیطرف اہل اختلاف کی توجہ مصروف ہوتی تو یہہ نزاع ہرگز نہ بڑہتی اور غالباً ایک قول پر سب کی رائے متفق ہو جاتی۔

از انجملہ (امور ثلثہ) امر اول یہہ ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت مرتضی کرم اللہ وجہہ پر فی الجملہ فضیلت (کسی وجہ سے ہو اور کسی صفت مین کل اوصاف مین ہو خواہ بعض صفات مین) حاصل ہے یا نہین ہے تو اوسکا منکر کون ہے سنی ہے یا بدعتی۔ دوم یہہ ہے کہ وہ فضیلت کلی ہو (جو جملہ امور فضایل و محامد مین ہو) یا جزئی جو صرف بعض امور فضایل مین ہو بہت ہون خواہ تہوڑے حاصل ہو۔ سوم یہہ ہے کہ وہ فضیلت (فی الجملہ ہو خواہ کلی یا جزئی) قطعی ہے جو اعتقاد اسلام و سنت کا مدار ہو سکے یا ظنی جسپر باب عقائد مین اعتماد جائز نہین۔

ان امور ثلثہ کی نسبت ہماری اور ہر ایک محقق سنی کے نزدیک ایسا فیصلہ ہو چکا ہے جسکے بعد مسئلہ فضیلت مین (شیخین کی ہو خواہ مرتضی) کوئی اختلاف باقی نہین رہتا۔

امر اول کی نسبت یہہ فیصلہ ہے کہ فی الجملہ فضیلت شیخین سے کوئی مسلمان (جسکو شیخین سے عداوت اور سوء عقیدت نہو) انکار نہین کر سکتا اور یہہ نہین کہہ سکتا کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما کو کسی صفت مین بہی حضرت کرم اللہ وجہہ پر ترجیح و فضیلت نہین اور جسقدر فضایل شیخین مین ہین وہ سب کے سب حضرت مرتضی مین مجتمع ہین و مع ہذا ان مین بعض فضایل ایسے بہی موجود ہین جو شیخین مین پائے نہین جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے اور فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہو تو وہ سنی کہلانیکا استحقاق نہین رکہتا وہ کہلم کہلا شیعہ یا رافضی کہلانیکا مستحق ہے۔

ایسا ہی امر دوم کی نسبت فیصلہ ہے کہ کوئی مسلمان جسکو حضرت مرتضی سے عداوت اور سوء عقیدت نہو اس فضیلت کو جو جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر حاصل ہے کلی نہین کہہ سکتا اور یہہ دعوی نہین کر سکتا کہ جسقدر فضایل حضرت مرتضی مین موجود ہین وہ سبہی شیخین مین پائی جاتی ہین و مع ہذا انمین بعض فضایل ایسے بہی ہین جو جناب مرتضی رض مین پائے نہین جاتے اور اگر کوئی ایسا کہے اور ان معنی کر فضیلت شیخین کو کلی قرار دے تو وہ بہی اہل سنت نہین کہلا سکتا بلکہ ناصبی یا خارجی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہلانیکا مستحق ہے ان ہی فیصلجات سے امر سوم کی نسبت فیصلہ ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ فی الجملہ فضیلت شیخین جس سے کسی سنی کو گنجایش انکار نہین قطعی ہے - اور کلی فضیلت (جسکا کو محقق سنی قایل نہین ہوسکتا) قطعی کیا ہوگی ظنی بہی نہین ہوسکتی - اور اگر بالفرض وہ کسی ظنی دلیل سے ثابت بہی ہو اور کوئی بہولا بہٹکا سنی اسکا قایل بہی نکل آوے تو وہ سنی ہونیکا مدار نہین ہوسکتی کیونکہ باب اعتقاد مین ظن پر اعتماد جایز نہین آن **فیصلجات** ثلثہ کے مؤید دلایل کتاب وسنت واقوال علماء اہل سنت بکثرت موجود ہین از انجملہ بعض مؤیدات کا بیان مخالفین ان فیصلجات کے بحث ومقابلہ مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ ۔

آمدم بمطلب

ان فیصلجات ثلثہ کو اگر فریقین (مجوزین فضیلت جزئی مرتضی اور اوسکے منکرین) مانلیتے ہین (اور یہی امر تحریرات ورسایل* فریقین سے جو اسوقت ہمارے پیش چشم ہین سمجھہ مین آتا ہے) تو پہر انکا **فضیلت** جزئی مرتضی مین **اختلاف** بیمحل وبیمعنے ہے اسصورت مین کسی ایک فریق کو دوسرے کے خیال ومقال سے انکار کی گنجایش نہین نہ فریق مجوز فضیلت مرتضی کو فضیلت شیخین سے نہ فریق منکر کو فضیلت جزئی مرتضی سے کیونکہ فی الجملہ فضیلت شیخین کو تسلیم کرنا اور اس فضیلت کو کلی نہ ماننا عین اس بات کو قبول کرنا ہے کہ بعض فضایل مین جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر ترجیح وفضیلت ہے بعض فضایل مین حضرت مرتضی کو حضرت شیخین پر فضیلت ہوسکتی ہے اور باب فضیلت مین ایمین شیخین و نسبت ہے جو عام وخاص من وجہ مین ہوا کرتی ہے - پہر معلوم نہین ان لوگون نے کس اصول پر باہم خانہ جنگی قایم کر رکہی ہے اور کیون ایک دوسرے کو رافضی کہتا ہے اور وہ اسکو خارجی - غالباً اس اختلاف کی وجہ وصل اصول وہی ہے جو ہم پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ

* چنانچہ ایک نوجوان بار لدا بہادر جو اس اختلاف کے بانی مبانی ہین) اپنے رسالہ مین حضرت علی مرتضی کی فضیلت جزئی تسلیم کرکے کہاہے کہ ہمنے تفضیل شیخین مین کچہہ خرابی لازم نہین آتی کیونکہ اہل سنت جو تفضیل شیخین کے قایل ہین مراد انکی بہی باعتبار اکثر جزئیات کے ہے یعنیہ ایکے الفاظ ہین - ایسی ہی مسایل فریق ثانی بہی فی الجملہ فضیلت شیخین کی تسلیم پائی جاتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فریقین نے ان امور ثلثہ مین غور و فکر سے کام نہین لیا۔
اور اگر فریقین یا ایک فریق انمین سے ان فیصلجات کو نہین مانتا فریق مجوزی فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہے یا فریق منکر اس فضیلت کو کلی خیال کرتا ہے و معہذا ہر ایک اپنے خیال کو اصول مذہب اہل سنت سمجھتا ہے تو اسکا خیال و مقال غلط و صریح نصوص کتاب و سنت کے مخالف ہے جس پر حسب تفصیل ذیل بحث ہو سکتی ہے۔

فیصلہ امر اول کے مخالفین سے بحث

جو لوگ سنی کہلا کر فی الجملہ فضیلت شیخین سے انکاری ہون اور اسکے مقابلہ مین یہ غور کرین کہ شیخین مین ایسی کوئی فضیلت پائی نہین جاتی جو حضرت مرتضی مین موجود نہو انکی غلطی خیال و مقال پر کتاب و سنت مین بہت دلایل موجود ہین ان دلایل کی تفصیل ہم اس رسالہ مین کرنا چاہین تو ہمارے رسالہ کی کامل جلد سالانہ بھی اس تفصیل کے لیے کافی نہو معہذا ہم اس تفصیل کو کتاب مستطاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا تالیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم کے حوالہ کرتے ہین اور ناظرین خصوصاً فیصلہ امر اول کے مخالفین کو اس کتاب کی طرف مراجعت کرنیکی رغبت دلاتے ہین اس کتاب مین جناب ممدوح نے ان دلایل کی ایسی تفصیل کی ہے کہ اسمین کسی منصف و طالب حق کو مجال مقال نہین ہے اس مقام مین ہم اسکے بعض مطالب بطور نمونہ نقل کرتے ہین ناظرین اسپر بقیہ مطالب اور انکے دلایل کو قیاس فرما سکتے ہین آپ صفحہ ۵۵ حصہ اول کتاب فرماتے ہین **فصل ہشتم** در تفصیل شیخین و این مطلب مبنی میشود بر ادلہ نقلیہ و ادلہ عقلیہ و لہذا این فصل را بدو قسم منقسم ساختیم مقصد اول در ادلہ نقلیہ باید دانست کہ تفصیل شیخین بر سایر صحابہ ثابت است بدلالات کتاب بتصریح و تلویح سنۃ سنیہ و باجماع امت و بملازمت استخلاف شخص بخلافت خاصہ افضلیت او را بر رعیت خویش و لہذا مقصد اول منقسم ساختیم بچہار مسلک **مسلک اول** در دلالت کتاب بر افضلیت صدیق اکبر بر سایر امت خدا تعالی تمام صحابہ را در یک مرتبہ ننہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ و لہذا استقرار

© rasailojaraid.com

از شرع معلوم میشود که این فضیلت بدو وجه در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابق اسلامیه و دیگر باعتبار صفات نفسانی که صدیقیت و شہیدیت و حواریت ازانجمله است و تباین مراتب سابقین و ابرار ازان سبب است اسکے بعد جناب مصحح نے قرآن کی شہادت سے سوابق اسلامیہ اور ذاتی صفات میں شیخین کی فضیلت ثابت کی ہے پھر بصفحہ ۱۰۳ فرمایا ہے مسلک دوم در تصحیح تلویح سنت سنیہ یا فضلیت صدیق بر سائر امت ثم فاروق ثم ذوالنورین و پیش ازانکه در ورود احادیث شروع کنیم یک نکته مطلع سازیم نکته اولی مسئله افضلیت شیخین در ملت اسلامیه قطعی است* و اینجا قطع حاصل میشود بدو وجه یکی تعدد طرق حدیث تا آنکه اصل مسئله متواتر بالمعنی شود مانند سخاوت حاتم و شجاعت رستم دیگر حفوف قرائن زیرا که خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین میرسد مانند آنکه بیماری را دیدیم که صاحب فراش شده و اقارب او پیش اطبا میروند و آخر ما یأس از حیات او بہم رسانیدند و بانواع غم و الم گرفتار شدند بعد ازان روزے دیده شد که در خانه او نوحه منکره میکنند و جنازه بر دروازه نهاده اند و از هر جانب مردم غمگین و ساکت بخانه او می در آیند درین حالت اگر شخصی خبر دهد که آن بیمار مرده است این خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین خواهد رسانید همچنین احادیث افضلیت شیخین محفوف است بقرائن بسیار و این قرائن دو نوع تواند بود یکی ادله ظنیه و خطابیه که موافق باشند در اصل مقصد با این خبر واحد از انجمله عمومات کتاب الله و سنت رسول الله صلی الله علیه وسلم در فضیلت مهاجرین و مجاهدین مانند حدیث رفاعه در واقع جاء جبرئیل علیه السلام الی النبی صلی الله علیه وسلم قال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین قال

وقال رافع بن خدیج خیارنا قال وکذلك من شهد بدرا من الملائکة ومانند حدیث

جابر قلنا یوم الحدیبیة الفا واربعمائة فقال لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم انتم الیوم

خیر اهل الارض واین هر دو حدیث تقلیل شرکا جدا و افضلیت حاصل گردانیدند و تعریضات کتاب الله

* وہی فی الجملہ فضیلت یا فضیلت ایسے مناقب خاص ہیں جنکو شاہ صاحب نے ثابت کیا ہے نہ فضیلت من کل الوجوہ جسکی وہ صرف نفی کرتے ہیں چنانچہ کلام آئندہ جناب مجیب نمبر ۲ جلد ۸ میں بمقام رسالہ اعتقاد صحیح سے منقول ہوگا اسپر شاہد ہے

© rasailojaraid.com

وسنت رسول الله در فضیلت شیخین هر چند فضیلت بر جمیع امت از اینجا مفهوم شود لیکن در معنی فضیلت ثابت
میکند و تقلیل شرکا حجۃ ابلغ آرد دیگر فروع فضیلت که امت مرحومه قولاً و فعلاً با آن آشنا شده اند
و در هر محل و هر موطن افضل هذه الامة و خیر هذه الامة گفته اند و این مقاله را بوجهی سر داده اند
بو یا پیش ازین تنقیح بوده است و تجدید فکر را دران مدخل نه و این هر دو مبحث طولی دارد و بسیاری
ازان مذکور کردیم اینجا استحضار آن مقالات باید نمود نکته ثانیه چون استقرا کنیم احادیث را که در
فضیلت شیخین وارد شده مدار افضلیت چهار خصلت را می یابیم یکی در مرتبه علیا از مراتب امت
بودن صدیقیت و شهیدیت عبارت است ازان دوم امانت آنحضرت صلی الله علیه وسلم و
ترویج اسلام در وقت غربت او ان امن الناس علی ابوبکر واسانی بماله و نفسه و عزة الاسلام که از خصائص
عمر است اشاره است بآن سوم اتمام کارهائی مطلوب از نبوت بدست این هر دو عزیز رؤیای آنحضرت
صلی الله علیه وسلم در قصه مقالید و قصه آب کشیدن از بیر تماشی است ازان چهارم علو درجات
ایشان در معاد و سیدا کهول اهل الجنة و اقامت در غرفات عالیه و اولیه حشر و تجلی خاص برای صدیق
و معانقه حق برای عمر بیانی است ازان و این خصلت هرگز جدا نمی تواند شد از یکی از خصال ثلثه
زیرا که اکثریت ثواب یا بسبب صفات نفسانی است یا بسبب اعزاز اسلام و نصرت او یا بسبب اتمام
کارهای نبوت لیکن ممکن است که شخصی صحبت پیغامبر نداشته باشد بلکه آخر عهد ایمان بیارد
و هیچ مشهدی از مشاهد خیر ادراک ننماید معهذا افضل امت باشد باعتبار اتمام کارهای مطلوب از
بعثت پیغامبر بدست او یا باعتبار صدیقیت و شهیدیت بمناسبت قوت عامله و عاقله او با نفس
قدسیه پیغامبر و ممکن است که در اعزاز اسلام و نصرت پیغامبر اقصی الغایة سعی بجا آرد و در آخر
ایام آنحضرت صلی الله علیه وسلم متوفی شود کارهای مطلوب پیغامبر را نداند فضلاً از آنکه مباشرت آن
نماید یا باعتبار قوت عاقله و عامله با پیغامبر مناسبت معتدبه ندارد نهایت مرضی همت او خالی است
از احوال ابرار این است مقتضای امکان عقلی لیکن سنة الله جاری شده است بآنکه دواعی بزرگ
نه برخیزند مگر بر نفوس قدسیه که سالها زیر تربیت پیغامبر پرورش یافته باشند و تشریف آنحضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تقاضا می نماید کہ خلیفہ او نباشد الا اکمل امت باعتبار این خصال اربع جمیعًا بالجملہ در احادیث این باب تاملی وافی بکار باید برد و مدار افضلیت از ہر حدیثی جدا استنباط باید نمود چون این ہمہ گفتہ شد بروایت احادیث مشغول شویم اما باعتبار کارہائے کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم آنرا از جہت پیغامبری می کردند بین شیخین را افضلیت ثابت ہست باحادیث بسیار" اسکے بعد جناب ممدوح نے ان احادیث کی تخریج وتفصیل کی ہے جنکا شمار اکاون (۵۱) تک پہونچتا ہے اور ہر ایک حدیث سے جس قسم کی اور جس صف مین فضیلت ثابت ہوتی ہے بیان کر دی ہی کئی احادیث سے امور متعلقہ برسالت مین فضیلت کئی احادیث سے اعانت اسلام مین کئی احادیث سے اسلام کو عزت دینے مین کئی احادیث مین ذاتی کمالات وملکات مین کئی احادیث سے مطلق فضیلت پر اسکے ساتھہ یہہ بھی فرما دیا ہے کہ یہہ مطلق فضیلت مبہم ہے اسکا رجوع بھی منجملہ ان صفات کے کسی صفت کیطرف ہوتا ہے پھر بصفحہ ۳۱۱ مسلک سوم کی تقریر فرمائی ہے اور صحابہ وغیرہ کے اقوال سے شیخین کی افضلیت باب خلافت وغیرہ مین ثابت کی ہے اسکے بعد بصفحہ ۳۲۲ یہہ ارشاد فرمایا کہ ان اقوال مین اکثر صحابہ نے فضیلت شیخین مبہم بیان کی ہے اس فضیلت کی کوئی وجہ بیان نہین کی پر بعض صحابہ نے جو مزید تفقد سے مخصوص ہین اس فضیلت کو منجملہ اوصاف اربعہ مذکورہ کسی وصف سے کسیکی ایک صف کے کسیکی دو یا تین سے مخصوص کر دیا ہے اور بعض صحابہ نے بعض اور صفات (علم واخلاق مین) اسکے بعد بصفحہ ۳۲۶ مسلک رابع کی تقریر فرمائی ہے اوسمین یہہ بات ثابت عقلاً کر دی ہے کہ خلافت خاصہ شیخین افضلیت کی مقتضی ہے

اس تفصیل دلایل کو دیکھہ کر کسی منصف وطالب حق کو شیخین کی فی الجملہ فضیلت یا جزئی واکثری فضیلت مین شک نہین رہتا اور امر اول کے متعلق ہماری فیصلہ پر کامل یقین حاصل ہوسکتا ہے بعد اسی تفصیل سے امر دوم وسوم کے متعلق فیصلجات پر بھی انکو یقین حاصل ہوسکتا ہے اور یہہ سمجھہ مین اسکتا ہے کہ فضیلت شیخین جو اس شد ومد وزور وشور کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سا تہہ اسقدر دلائل سے ثابت کی گئی ہے جزئی واکثری ہے کلی نہین ہے جو من کل الوجوہ ثابت ہو کلی ہونا اس فضیلت کا نہ ان دلایل (آیات واحادیث) واقوال سلف سے ثابت ہے نہ جناب شاہصاحب کو اسکا دعوی ہے اور نہ اس فضیلت کلی کو جناب ممدوح نے قطعی کہا ہے ومعہذا ان دونو فیصلجات کے مخالفین سے جداگانہ ومستقل طور بحث کیجاتی ہے

فیصلہ امر دوم کے مخالفین سے بحث

جو لوگ اہل سنت ومحب عترت کہلا کر جناب شیخین کو حضرت مرتضی پر کلی فضیلت دیتے ہین اور من کل الوجوہ افضل ٹھیرا کر یہہ دعوی کرتے ہین کہ حضرت مرتضی مین ایسی کوئی فضیلت نہین جو جناب شیخین مین پائی نہ جاتی ہو ومعہذا انمین وہ فضایل بھی پائے جاتے ہین جنسے حضرت مرتضی معری ہین انکی غلطی خیال ومقال پر بھی بہت سے دلائل کتاب وسنت واقوال علماء اہل سنت موجود ہین ان دلائل واقوال کی تفصیل کو بھی ہم اسی کتاب ازالۃ الخفاء حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ کرتے ہین کیونکہ یہہ رسالہ اس تفصیل کا بھی متحمل نہین ہو سکتا - جناب ممدوح مقصد دوم ازالۃ الخفاء مین بصفحہ ۲۵۱ سوابق اسلامیہ ولوازم خلافت خاصہ کے رو سے فضیلت مرتضی بیان کرکے فرماتے ہین -

اُن ست سوابق اسلامیہ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ واحادیث دیگر متضمن بیان سائر فضایل وے کرم اللہ تعالی وجہہ زیادہ است ازانکہ احصا آن در مقدور آید میخواہیم کہ جملہ صالحہ ازان احادیث درین اوراق بر نگاریم — اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما جاء لعلی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ

ترجمہ حاکم نے امام احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے کہ جسقدر فضائل جناب مرتضی کے آچکے ہین اسقدر کسی صحابی کے نہین آئے (ایڈیٹر)

عبد ضعیف گوید سبب این غنی اجتماع دو جہت است در مرتضی رضی اللہ عنہ یکی سوابق او در سوابق اسلامیہ چنانکہ قدرے بیشتر ازان بیان کردیم دوم قرب قرابت او باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام او صل ناس بارحام و اعرف ناس بحقوق قرابت بود دنیا

© rasailojaraid.com

و چون عنایت الٰہی مساعدت نمود حضرت مرتضی را در کنار تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
انداخت مرتبہ قرابت دوبالا شد و کرامت دیگر در کار او کردند رضی اللہ عنہ باز چون حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا در عقد او دادند مزید فضیلت او شد باز در ایام خلافت
چون اختلاف بوقوع آمد و خواطر اہل عصر از وے برگشت بقیہ اصحاب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم در رفع این فتنہ مساعی جمیلہ مبذول داشتند و ہر یکے ذکر فضائل او صرف کردند
شکر اللہ سعیہم ازین جہت دائرہ روایت احادیث فضائل او کشادہ تر شد بعض بدرجہ تواتر بعض
بمرتبہ استفاضہ رسید باز چون فتنہ تشیع سر بر آورد و جماعہ بیباکان پا از جادہ اعتدال بیرون نہادہ وضع احادیث
پیدا کردند ترویجاً لبدعتہم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اجمالا از ایراد احادیث موضوعہ
و احادیث شدید الضعف کہ بکار متابعات و شواہد نمی آید تحاشی داریم و آنچہ در مرتبہ صحیح و حسن
است یا ضعیف متحمل از روایت آن کنیم

فمن المتواترات انت منی بمنزلة ہارون من موسی روی ذلک من الصحابة سعد بن ابی
وقاص واسماء بنت عمیس وعلی بن ابی طالب وعقیل بن ابی طالب وعبد اللہ بن عباس وجابر وغیرہم ومن المتواترات
حدیث انا من علی وعلی منی اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ رواہ
زید بن ارقم وبریدة وعمران بن حصین وعمرو بن شاس وغیرہم ومن
المتواترات حدیث لما نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل
البیت ویطہرکم تطہیرا جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہؤلاء
الخمسة وذلک من حدیث سعد وام سلمة وواثلة وعبد اللہ بن جعفر
ونحو ذلک ومن المتواترات حدیث الرایة یوم خیبر قال لاعطین الرایة رجلا
یحب اللہ ورسولہ اسکے بعد بہت سی احادیث حضرت مرتضی کے فضائل میں

منجملہ احادیث متواترہ فضائل مرتضی میں ایک یہ بھی
حدیث ہے کہ اے علی تجھے میری نسبت تیرا وہ مرتبہ ہے جو موسی کے
نسبت ہارون کا تھا اور منجملہ یہ حدیث بھی ہے کہ علی مجھ سے ہے
میں علی سے اے خدا تو اسے دوست رکھ جو علی سے دوستی رکھے اس
سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی کرے۔ اور از انجملہ یہ حدیث کہ
جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آنحضرت نے پنجتن کو ایک کپڑے میں لیکر
دعا کی اور از انجملہ یہ حدیث کہ آنحضرت نے جب خیبر کے دن حضرت
مرتضی کو نشان دیا کہا تو دس سے پہلے جھنڈا یا تھا کہ میں اس شخص
کو یہ نشان دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے الخ

اس لفظ کو وہ لوگ غور سے دیکھیں جو بعض احادیث فضائل مرتضی کو جو اشاعۃ السنہ نمبر ۶ جلد ۷ میں منقول ہیں موضوع
بتاتے ہیں وہ احادیث ازالۃ الخفا میں منقول ہیں جنکو موضوع ہونیکی شاہ صاحب نفی کرتے ہیں وہ لوگ خصوصیت و تفصیل
کے ساتھ کسی حدیث کے موضوع ہونیکا دعوی کرینگے تو ہم بھی بالتفصیل نقل اقاویل ائمہ جرح و تعدیل اسکا موضوع نہ ہونا ثابت کر دکھائینگے
اگر مجمل دعوے کرینگے یہی مجمل جواب کافی اور شافی ہے

© rasailojaraid.com